بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفٰی رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہ

کشفِ حجاب

از

شبہاتِ حشمتی انتساب

تصنیف

حضرت مولٰینا محمد شہزاد صاحب قبلہ قادری رضوی

خطیب و امام سنی حنفی فاطمہ مسجد و بانی و مہتمم جامعہ عائشہ فیضان غریب نواز، آزاد نگر، اندور

ناشر

مدرسہ جامعہ مغیثیہ رضویہ

احمد نگر آگر روڈ اجین ایم۔پی۔پن ۴۵۶۰۱۰

بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

کشفِ حجاب

از

شبہاتِ حشمتی انتساب

تصنیف

حضرت مولٰینا **محمد شہزاد** صاحب قبلہ قادری رضوی

خطیب وامام سنی حنفی فاطمہ مسجد و بانی و مہتمم

جامعہ عائشہ فیضانِ غریب نواز آزادنگر اندور

ناشر

مدرسہ جامعہ مغیثیہ رضویہ

احمد نگر آگرروڈ اجین ایم۔پی۔ پن ۴۵۶۰۱۰

نام کتاب: .... کشفِ حجاب از شبہاتِ حشمتی انتساب

مصنف: .... حضرت مولینا **محمد شہزاد** صاحب قبلہ قادری رضوی

صفحات: ٦٤

تعداد اشاعت: ۱۱۰۰

سنِ اشاعت: .... جمادی الآخرۃ ۱۴۴۲ھ مطابق فروری ۲۰۲۱ء

طبع: .... بارِ اول

ناشر

مدرسہ جامعہ مغیثیہ رضویہ

احمد نگر آگر روڈ اجین ایم۔ پی۔ پن ۴۵٦۰۱۰

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله المختار و علیٰ آله و اصحابه الاطهار

مسلمان اپنے بزرگانِ دین اسلافِ اہلسنّت کے فرمودات اور اُن کی روش و سیرت میں غور کیوں نہیں کرتے؟..... احکامِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا جان لینے کے بعد اُن احکام کی بجا آوری کیسے ہو؟....... اس کے لیے اسلاف ہی تو نمونہ ہیں اور اعلیٰ نمونہ۔

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم و شکّر مَساعِیَهِمُ الجمیلة

اخلاق و مدارات کیا سیرتِ اسلاف میں نہیں ہیں؟.......

حمیتِ دین حسنِ کردار حسنِ گفتار صداقت و دیانت خوفِ آخرت یہ تو پہلے بھی دربارانِ شاہانہ سے عموماً متعلق نہ تھے بلکہ بزگانِ دین علمائے ربانیین کی چوکھٹ سے وابستہ تھے۔

تو مسلمان اپنے دل اپنے ذہن اپنی فکر اپنی سمجھ کا رخ اُن پاک چوکھٹوں کی طرف کیوں نہیں کرتے؟.......

انفرادی طور پر امتی سے لغزش و خطاء ہوسکتی ہے مگر حضراتِ صحابہ اور اُن کے بعد سَلَفِ صالحین اسلافِ اہلسنّت کی سیرت تو قابلِ اتباع ہے۔

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم.

اللہ پاک رحم فرمائے صحیح شعور دے۔

نازیبا حملے کیا اسلاف پر نہیں ہوئے؟...... کیا اسلاف کی سیرت فراموش کرنے والوں نے امام اہلسنّت کے بارے میں نہ لکھا؟..... جسے دوامغ الحمیر [ص۹] میں نقل فرمایا کہ

> ہر طرح سمجھایا گیا توضیحِ حق میں آپ کی غلط بیانیوں افتراء و خیانتوں سے آگاہ کیا مگر آج تک آپ نے جواب نہ دیا۔
> کمسن بچوں یا چند مجاہیل کے نام سے چھوٹی موٹی کتابیں چھاپ دینے سے تحقیقِ علمی نہ ہوئی نہ ہوسکتی ہے۔ مختصراً

اس کا جواب علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے دیا ، جیسا کہ عباراتِ المعتمد المستند و کوکبۂ شھابیہ و تمھیدِ ایمان اور فتوائے امام اہلسنّت پر دیوبندی کج مج بیانیوں کا جواب حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما نے دیا۔

تو میرے اساتذہ و آبائے معنوی تو کئی درجہ بعد ہیں۔ یعنی حضرتِ بابرکت ناشرِ نورِ رضا انتمایابِ جانِ رضا عالمِ ربانی حامیِ سُنَن ماحیِ فتن فقیہِ عصر علامہ سیدی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ اور فقیہِ مبصر حضرت علامہ اسرار احمد صاحب قبلہ مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِھِمَا بِجَاہِ حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ بِالْمُؤْمِنِیْنَ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اگرچہ یہ وہ حضرات ہیں کہ بفیضِ امام و شاہزادۂ امام جن کی تحریراتِ رائقہ اور فرموداتِ مبارکہ سے اہلِ حق اہلسنّت اہلِ انصاف کی آنکھیں ٹھنڈی اور ذہن منور ہیں۔

فتوائے حضرت فقیہِ عصر کے بعد اقتصاد سے تو اہلِ حق اہلِ انصاف نے وہ نفع پایا جس کا اظہار بے طلبِ اظہار برملا وہ کر رہے ہیں۔ رہا دوسرے کی زبان پر حق جاری ہونے سے اپنے اندر خوشی نہ پانا تو یہ تو حق پسندی نہیں حق کی سچی طلب نہیں۔

اطبائے روحانی مثل **حجة الاسلام سیدنا امام غزالی** قُدِّسَتْ اَسْرَارُهُمُ الْقُدُسِيَّة کا فرمان ہے کہ

السادس : ان یکون فی طلب الحق کناشد ضالة لا یفرق بین ان تظهر الضالة علی یده او علی ید من یعاونه. [احیاء العلوم ۱/۶۳]	طلبِ حق میں ایسا ہونا چاہیے جیسے کھوئی ہوئی [قیمتی] چیز کو ڈھونڈنے والا کہ وہ خود ڈھونڈ لے تو بھی اُسے خوشی ہے اور دوسرا ڈھونڈ کر لادے تو بھی اُسے ویسی ہی خوشی ہے۔

بہرحال اُن حضرات کے فیضِ برکات کے پیشِ نظر حمیتِ دین و سعادتِ آخرت کے جذبے سے اہلِ شبہات کے شبہات کی حقیقت اہلِ حق اہلسنّت اہلِ انصاف کے سامنے لانے کا میں نے قصد کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اسے دنیا و آخرت میں میرے اور مسلمانوں کے لیے نفع بخش کرے۔ آمین۔

اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمداً عبده و رسوله.

جَلَّ وَعَلَا و صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم.

فرمان حاکم معظم کے حکم کو کہتے ہیں۔ فرمان پر عمل کیا ہے؟...... اپنے حاکم اپنے معظم کے حکم کو بجالانا۔ تفسیرِ نعیمی [ص٤٣٦] میں جوفرمایا ''اطاعت کا معنی ہے فرمان پر عمل'' وہ جس آیتِ کریمہ کے تحت ہے اُس میں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم ہے۔ اُس میں اطاعت کا یہی معنی ہے اور صاحبِ تفسیر نے یہی معنی کیا بھی ہے کہ

((حکم مانو اللہ اور رسول کا)) [پ ١٣ایت ٣٢ آلِ عمران]

اورحدیث ان ربک لیطیعک میں اطاعت کا یہ معنی کفر ہے ، کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو معاذ اللّٰہ حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محکوم ٹھہرانا اور

ـــ ـــ'' انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

مَرِض ابوطالب فعاده	یعنی ابوطالب بیمار پڑے سیدِ عالَم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه	عیادت کو تشریف لے گئے ابوطالب نے عرض کی اے بھتیجے
وسلم فقال یا ابن اخی	میرے اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی
ادع ربک الذی بعثک	دعاء کیجیے سیدِ عالَم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعاء کی
یعافینی فقال اللّٰهم اشفِ	الٰہی میرے چچا کو شفا دے یہ دعا فرماتے ہی ابوطالب اٹھ کھڑے
عمّی فقام کانّما نُشِطَ من	ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی۔ حضور سے عرض کی اے
عِقال فقال یا ابن اخی ان	میرے بھتیجے بیشک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے ←

حضورکو خداٹھہراناہے۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اس حدیث کو لکھنے سے پہلے اسی لیے تنبیہ فرمادی کہ

ـــ" مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک اِدھراُدھر ہو تو اُسے باہر کردو ، اورکوئی جھوٹا متصوف نصاریٰ کی طرح غلو وافراط والا دبا چھپا ہو تو اُسے بھی دور کرو "ـــ [الامن والعلیٰ ص۱۴۳]

نصاریٰ کا غلو وافراط یہی پاک بندۂ خداکو خداٹھہراناہے۔ اور حدیثِ مذکور سے جھوٹے متصوف اس کفر کی طرف نہ جائیں اس کے لیے پہلے ہی تنبیہ فرمادی اور مسلمانوں کو خبردار کردیا ، اور اسی میں آگے فرمایا

ـــ" اور تم عبدہ و رسولہ کی سچی معیار پر کانٹے کی تول مستقیم ہوکر یہ حدیث سنو "ـــ [الامن والعلیٰ ص۱۴۳]

اور یہاں اطاعت کا کیامعنیٰ ہے؟...... خودہی حاشیہ میں بتادیا کہ

ـــ" یہاں اطاعت کے معنیٰ ہیں ہر مرادِ محبوب حسبِ مرادِ محبوب فوراً موجود فرمادے "ـــ [الامن والعلیٰ ص۱۴۳ ، فتاوی رضویہ مترجم ۴۸۹/۳۰]

← ربک لیطیعک سیدِ عالَم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فقال وانت یا عمّاہ لو فرمایا بلکہ اورتاکیداًوتائیداً) ارشادکیا کہ اے چچا اگرتو اُس کی اطعتہ لیطیعنّک۔ اطاعت کرلے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔

ابن عدی "ـــ [الامن والعلیٰ ص۱۴۳ ، ۱۴۴ ، فتاوی رضویہ مترجم ۴۸۹/۳۰]

☆

انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے اختیارِ عطائی سے انکار پر دہلوی نے ایک دلیل لائی جسے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے یوں بیان فرمایا کہ

__" یہ کسِ ناکس اپنے اس خیال پر یہ دلیل لایا کہ "__

چنانچہ پیغمبر کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بعض بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی۔

اس کا جواب جو امام اہلسنّت نے دیا وہ یہ کہ

__" اگر اختیارِ ذاتی وعطائی میں فرق کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے **اتفاقات** اختیارِ عطائی کے اصلاً [ہرگز] منافی نہیں۔

مراد کا اختیار سے متخلف نہ ہوسکنا قدرتِ ذاتیۂ الٰہیہ کا خاصّہ ہے۔

عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادۂ ذاتیہ حقیقیہ الٰہیہ **مساعدت نہ فرمائے** کام نہیں دیتا "__ مختصراً

[الامن والعلیٰ ص۲۱۱ ، فتاوی مترجم ۳۰/۵۷۹]

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو یہ جواب مقبول نہیں وہ کہتے ہیں

مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اور خدا نہ چاہے کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ لکھتے ہیں سیدالموحدین نے اپنے لیے کوئی مشیت جداگانہ اپنے رب کی مشیت سے رکھی ہی نہیں ان کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے اور

خدا کی مشیت بعینہٖ ان کی مشیت ہے۔ اس لیے جب اس خاص بندے کے لیے کہا جائے گا کہ اگر اللہ کی مشیت مساعدت نہ کرے تو اس خاص بندے کی مشیت کچھ کام نہ دے گی تو اس کا **مطلب** یہ ہوگا کہ اگر اللہ کی مشیت مساعدت نہ کرے تو اللہ کی مشیت کچھ کام نہ دے گی۔

دیکھو! امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ''**اتفاقاً** ایسا ہوجانا'' اور ''**مساعدت نہ فرمائے**'' سے جو جواب دیا اسی پر اہلِ شبہات حشمتی انتساب نے اعتراض کیا کہ

اس کا مطلب یہ ہوگا کہ الخ

تو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا جواب تو حشمتی انتساب اہلِ شبہات کے نزدیک نشانۂ اعتراض ہے۔

اور خود اہلِ شبہات کا جواب یہ ہے کہ

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اور خدا نہ چاہے کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے

اور یہ جواب امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے دیا نہیں۔ حالانکہ

__"وقتِ حاجت بیانِ حکم فرض ہے اور تاخیر اصلاً روا نہیں"__

[الامن والعلیٰ ص۲۰۴ ، فتاوی رضویہ مترجم ۵۷۰/۳۰]

تو اہلِ شبہات کے طور پر ''الامن والعلیٰ'' میں یہ نقص ہے اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی اس بلند پایہ تصنیف کا یہ مقام کہ مقامِ بیان ہے اہلِ شبہات کے نزدیک دہلوی کے جواب سے خالی اور ناقص و ناتمام ہے۔

یہ ہے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ سے ان کی عقیدت۔ اور یہ ہے امام اہلسنّت

سے ان کے غلامی کے دعوے کی حقیقت۔ اور یہ ہے ان کے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے نعرے کی اصلیت۔

اور یہ ہے ان کی نظر میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی قدر۔

کہ ان کے مزعوم کے خلاف امام اہلسنّت کا بھی کلام آئے تو ان کی حواس باختگی کے تیور وہاں بھی اندھادھند تیشہ زنی کریں۔ پھر اور حضراتِ علماء تو درجہ بدرجہ فروتر از فروتر ہیں وہ ان کے نزدیک کس گنتی شمار میں ہوں گے؟.....

تو بعینہٖ سے استدلال میں جو خلل ''اقتصاد'' میں بتایا گیا بھلا یہ تسلیم کرلیں گے؟...... حالانکہ اقتصاد [ص۱۶۶ تا ۱۷۲] میں اس کے متعلق کافی شافی کلام موجود ہے۔

اور بعینہٖ کا معنی اور کسی نہ کسی مرتبہ میں مغایرت کا معنی بھی اقتصاد میں وہیں ہے ، کہ

—'' مشیتِ الٰہی اصل ہے ، مشیتِ حضور اُس کا ظل ''— [ص۱۶۸]

ظلیت میں نہ اتحادِ محض ہے نہ جدائیگی۔ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

—'' حقیقتِ امر یہ ہے کہ مشیتِ حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کے لیے خاص ہے۔ اور مشیتِ تابعہ عطائیہ لمشیۃ اللّٰہ تعالیٰ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے عباد کو عطاء کی ہے۔ ''— [الامن والعلیٰ ص۲۱۹]

مگر اہلِ شبہات کہتے ہیں

میں نے اپنے مضمون میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حوالے سے لکھا تھا کہ ان کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے اور خدا کی مشیت بعینہٖ ان کی مشیت ہے اور اس پر میں نے استدلال کیا تھا کہ جب کہا جائے کہ اگر مشیت الٰہی مساعدت نہ کرے تو اس خاص بندے کی مشیت کچھ کام نہ دے گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مشیت الٰہی اگر مساعدت نہ کرے تو مشیت الٰہی معاذ اللہ کام نہ دے گی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ نے بعینہٖ کا جو معنی لیا ہے [کہ]

—" لا واللہ وہ شانِ خدا ہیں ذرے سے جس کو گراتے یہ ہیں

تو اس [دہلوی] نے اللہ ہی کی شان کو چمار سے بدتر اور ذرۂ ناچیز سے کمتر کہا "—

[الاستمداد و تکمیلات ص۳۹ ، ۱۰۵]

ہمارا استدلال اسی معنی کے اعتبار سے ہے اگر ہمارا استدلال غلط ہے تو اعلیٰ حضرت کا بعینہٖ کہنا کیسے صحیح ہوگیا؟

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ ہی نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ

—" نہ بے ارادۂ الٰہیہ اُن کا ارادہ کام دے سکتا ہے "—

[الامن والعلیٰ ص۲۱۱]

اب یہاں بھی جاری کریں اپنا استدلال؟...... کہ

.... اُن کا ارادہ بعینہٖ خدا کا ارادہ ہے اور خدا کا ارادہ بعینہٖ اُن کا ارادہ ہے اس لیے جب اس خاص بندے کے لیے کہا جائے گا کہ

نہ بے ارادۂ الٰہیہ اُن کا ارادہ کام دے سکتا ہے

تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بغیر ارادۂ الٰہیہ ارادۂ الٰہیہ کام نہیں دے سکتا ....

اور کہہ دیں کہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے تقریرِ کلامِ علامہ طیبی ......[اُن کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے]...... میں مذکور بعینہٖ کا شعرِ الاستمداد ......[لا واللہ وہ شانِ خدا ہیں الخ]...... میں وہ معنیٰ لیا ہے جو خود آپ ہی کے دوسرے کلامِ الامن والعلیٰ ......[نہ بے ارادۂ الٰہیہ اُن کا ارادہ کام دے سکتا ہے]...... کو باطل ٹھہرا رہا ہے؟......

یہ ہے اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے استدلال کا حال۔

اور ''اُن'' کا حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام ہونا عمومِ سیاقِ الامن والعلیٰ سے واضح ، جسے ''اقتصاد'' [ص۱۶۵] نے روشن طور پر دکھا دیا۔

نیز یہ شرفِ بالا کہ

__'' سَیِّدُ المُوَحِّدِین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لیے کوئی مشیت جداگانہ اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی مشیت سے رکھی ہی نہیں۔ اُن کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے اور مشیتِ خدا بعینہٖ اُن کی مشیت ''__

[الامن والعلیٰ ص۲۲۳ ، فتاوی مترجم ۳۰/۵۹۳]

جہاں اسے کلامِ علامہ طیبی کی تقریر میں امام اہلسنّت نے فرمایا ہے وہیں علامہ علی قاری کے ایراد کے جواب میں یہ فرمایا ہے

فلم یفرِق بین الاضمحلال | اُن کا ذہن ادھر نہ گیا کہ اضمحلالِ اضطراری و

الاضطراری الحاصل لکل الخلق والاختیاری المختص بخُلّص عباد اللّٰہ الممتاز فیه وفی کل صفة له[1] من بینهم سیدهم نبیهم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلیهم.

[الامن والعلیٰ ص۲۲۳ ، ۲۲۴ ، فتاوی رضویه مترجم ۵۹۴/۳۰]

اختیاری میں فرق ہے۔ اضطراری طور پر تو تمام مخلوق کی مشیت مشیتِ الٰہی سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالیٰ میں مستغرق ہے۔ مگر اپنے اختیار سے اپنی مشیت کو مشیتِ الٰہی میں مستغرق کر دینا یہ برگزیدہ بندگانِ خدا کا خاصہ ہے ، اور اُن میں اس وصف اور اپنے ہر وصف میں ممتاز وہ ہیں جو اُن سب کے سرور و سردار اور اُن سب کے نبی ہیں ، یعنی حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلیهم وسلم.

اور ہے یہ کہ بعینہٖ بھی حق ہے ، اور فرقِ مراتب بھی حق ہے ، جس کی تصریح میں امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

—” حقیقتِ امر یہ ہے کہ مشیتِ حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کے لیے خاص ہے۔ اور مشیتِ تابعہ عطائیہ لمشیة اللّٰہ تعالیٰ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے عباد کو عطاء کی ہے۔ “— [الامن والعلیٰ ص۲۱۹]

نیز فرمایا

—” طریقِ ادب سے اقرب و انسب یہ ہے کہ مشیتِ ذاتیہ و مشیتِ عطائیہ میں فرقِ مراتب نفسِ

---

[1] الامن والعلیٰ میں ”لهیته“ غالبًا سہوِ کتابت ہے ۔

کلام سے واضح ہو کہ کسی احمق کو توہّمِ مساوات نہ گذرے "— [الامن والعلیٰ ص۲۲۰]

تو **بعینہٖ فرقِ مراتب** کا **نافی و منافی نہیں**۔ اور یہ کلامِ متعلق بہ جملہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ

—" نہ بے ارادۂ الٰہیہ اُن کا ارادہ کام دے سکتا ہے "— [الامن والعلیٰ ص۲۱۱]

فرقِ مراتب میں ہے۔

چنانچہ اسی بیان میں آگے دہلوی کو فرمایا ہے کہ

—" اگر **اختیارِ ذاتی و عطائی** میں **فرق** کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے اتفاقات اختیارِ عطائی کے اصلاً منافی نہیں۔ **مراد کا اختیار سے متخلف نہ ہوسکنا قدرتِ ذاتیۂ الٰہیہ کا خاصہ ہے۔**

عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادۂ ذاتیہ حقیقیہ الٰہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا "— [الامن والعلیٰ ص۲۱۱]

تو **بعینہٖ** کا وہ **معنی** جو **فرقِ مراتب اٹھادے قطعاً یقیناً باطل ہے۔**

عبادت —" غایتِ تعظیم "— [فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۵۳/۹] ہے۔ یہاں بعینہٖ کا اجراء نافی ومنافیِ فرقِ مراتب ہے۔ لہذا باطل ہے۔ اور —" اُس کے حکم سے دیگر معظّماتِ نازلہ کے مستحق "— اور —" حقیقۃً اُسی کی تعظیم ہیں "— [فتاوی رضویہ نصفِ آخر ۵۳/۹ ، فتاوی رضویہ مترجم ۵۹۹/۲۴] فرقِ مراتب کے نافی ومنافی

نہیں ، لہذا یہ حق ہے۔

ولہذا امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے مشیتِ انبیاء و حضورسیدالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء اور مشیتِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا کے بارے میں **جہاں یہ مانا ہے** کہ

—" اُن کی مشیت بعینہٖ مشیتِ الٰہی ہے الخ "—

اپنے اختیار سے اپنی مشیت مشیتِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا میں مستغرق کردینا جو برگزیدہ بندگانِ خدا کا خاصہ ہے الخ	الاضمحلال الاختیاری المختص بخلص عباد اللّٰہ. الخ [الامن والعلیٰ ص۲۲۳ ، ۲۲۴]

وہیں یہ فرقِ مراتب بھی مانا ہے کہ

—" نہ بے ارادۂ الٰہیہ اُن کا ارادہ کام دے سکتا ہے۔

عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادۂ ذاتیۂ حقیقیۂ الٰہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا۔ "— [الامن والعلیٰ ص۲۱۱]

یہ اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو منظور نہیں ، وہ کہتے ہیں

> مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اور خدا نہ چاہے کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے؟
>
> عام عباد کی مشیت وارادہ کی اگر مشیت الٰہیہ مساعدت نہ کرے تو بندوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ، مگر اس خاص بندہ کا عالم تو یہ ہے کہ
>
> ان کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے اس لیے جب کہا جائے گا کہ اگر اللہ کی مشیت مساعدت نہ کرے تو اس خاص بندے کی مشیت کچھ کام نہ دے گی تو اس کا

مطلب یہ ہوگا کہ اگر اللہ کی مشیت مساعدت نہ کرے تو اللہ کی مشیت کچھ کام نہ دے گی ، فرمایئے یہ غلط ہے یا نہیں؟

تو اہلِ شبہات نے وہ **فرقِ مراتب** کیا باقی رکھا؟...... جو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے مانا اور بیان فرمایا۔

اقتصاد [ص ۲۵ ، ۲۶] میں **مستثنیٰ** کے بارے میں ایک جماعتِ **محققینِ حنفیہ** اور **جمہور** ائمۂ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کا مسلک تو اہلِ شبہات حشمتی انتساب کی نظر میں اتنا معمولی ٹھہرا کہ کہا

اس بحث کو لانے کی کون سی اتنی ضرورت تھی، **کون** نہیں جانتا ہے مستثنیٰ منہ میں نفی ہو تو مستثنیٰ میں اثبات ہوگا اور مستثنیٰ منہ میں اثبات ہو تو مستثنیٰ میں نفی ہوگی۔

اور پھر اس کے رد میں فتاوائے امام سے یہ پیش کیا کہ

__" جمہور حنفیہ کے نزدیک مستثنیٰ مسکوت عنہ ہوتا ہے "__

[فتاوی رضویہ مترجم ۳۶۳/۱۸]

تو جمہور حنفیہ وہ "**کون**" ہوئے جو نفی سے اثبات اور اثبات سے نفی نہیں جانتے۔

پھر عبارتِ بالائے امام کے بعد کہا

دیکھا آپ نے مسکوت عنہ ہوتا ہے نہ نفی اور نہ اثبات

تو سیدنا امام غزالی علامہ زرقانی اور امام اہلسنّت کی عبارت میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احتیاج و نیاز بہ سوئے بارگاہِ الٰہی مسکوت عنہ ہوئی؟...... اور

اس عقیدۂ حقہ ضروریہ دینیہ سے اُس عبارت میں خاموشی ہوئی؟...... **معاذ اللہ** ایسے ایسے عظیم اکابر پر یہ تہمت؟......

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو شکوی ہے کہ

> میری عبارت میں سے ''سوا کچھ کے'' کو حذف کردیا۔ اور ''ایک جزئی غناء'' کو ''صرف ایک جزئی غناء'' کردیا۔

اُس عبارت میں | ایک جزئی غناء واختیار ثابت ہوگا | کے بعد یہ بھی ہے کہ

—'' جو بداہۃً باطل ہے ''—

تو اوپر تھا ''سوا کچھ کے'' نتیجۂ علت نے ''ایک'' کردیا۔ اور ''بداہۃً باطل'' نے نہ رکھا مگر صرف ایک یا غایت درجہ چند قلیل۔ مگر ایک پریشانی سے اہلِ شبہات نے ''کچھ'' کا دائرہ کثیر ووافر کو وسیع کرلیا اور کہا

> روزِ اول سے روزِ آخر تک کے ذرے ذرے کا علم سرکار کے لیے ہم اسی ''**کچھ**'' سے مانیں گے۔

بہت اچھا! جب مطلقِ کے تحت ''کچھ'' اور ''کچھ'' کثیر ووافر کو وسیع تو مطلقِ غناء جو اہلِ حق نے مانی وہ کثیر ووافر غناء ہی تو ہے۔ **سیدنا امام غزالی علامہ زرقانی امام راغب امام قاضی بیضاوی علامہ زبیدی امام اہلسنّت** سب نے کثیر ووافر غناء ہی تو مانی ہے ، جیسا کہ اقتصاد [ص۲۱ تا ۲۵] نے روشن دکھادیا۔ تو اس مطلقِ غناء کے ماننے پر اہلِ شبہات کا اعتراض ان اعاظم اہلسنّت پر اعتراض ہے۔

اور یہ کہنا کہ

قلۃ الحاجات آیت والضحیٰ نازل ہونے سے پہلے تھی اور [آیتِ والضحیٰ ۸] سے اسی کودور کیا گیا ہے۔

یہ مدہوشی ہے یا تزویر۔ اہلِ شبہات نے قلۃ الحاجات [:کم حاجت والا ہونا] کا معنیٰ عائلاً کے تحت کرلیا ،اور اغنیٰ کے تحت اس قلۃ الحاجات کا دور ہونا ٹھہرالیا ، اوراپنے جی میں خوش ہولیے کہ کہ ہم نے غنائے مطلق ثابت کرلیا۔

اولاً:- ذرا مدہوشی سے نکل کر انصاف کے جامہ میں آکر دیکھیں

قلۃ الحاجات آیتِ کریمہ کے کس لفظ کا اشارۃً معنیٰ امام راغب اورعلامہ زبیدی بتارہے ہیں؟...... عائلاً کا؟...... یا اغنیٰ کا؟...... اور اب قلۃ الحاجات سے پوری آیتِ کریمہ کا ترجمہ کریں۔

ثانیاً :- الکلام الاوضح [۱/۱۲۵ ، ۱۲۶] میں جو **حاجتمندی** مراد ہونا بیان فرمایا وہ نہ قلیل ہے نہ ایک بارکی۔ اور اغنیٰ سے اُن سب کا وقتاً فوقتاً دور فرمانا مراد ہونا بتایا۔ اس کی طرف اقتصاد [ص۶۹] میں اشارہ فرمایا تھا۔

تو حاجتمندی کی قلۃ الحاجات سے تفسیر کہاں سے آئی؟......

کیا اہلِ شبہات حشمتی انتساب اپنے منھ سے نکلی غنائے مطلق کو صحیح کرنے کے لیے اب تفسیر بالرائے پر بھی جرأت کریں گے؟......

ثالثاً:- سیدنا امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِی نے تو اہلِ شبہات کی غنائے مطلق کو اس طرح سے از بیخ برکندہ کردیا کہ معمولی سمجھ رکھنے والا بھی سمجھ جائے۔

صاف یہی الفاظ ''**غنی مطلق**'' لاکر نفی کی ، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے غنائے مطلق ہونا ممکن ہی نہیں ، جسے **اقتصاد** [ص۲۳] میں بیان فرمایا کہ

واللّٰہ عز وجل ھو المُغنِی ایضا ، ولکن **الذی اغناہ لا یتصور** ان یصیر باغنائہ **غنیا مطلقا** ، فان اقل امورہ انہ محتاج الی المُغنِی ، فلا یکون غنیاً.

[المقصد الاسنیٰ فی شرحِ اسماء اللّٰہ الحسنیٰ]

اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ وہی مُغنِی بھی ہے [:غناء عطا کرنے اور بے نیاز بنانے والا] لیکن اللہ نے جسے **غناء عطا** فرمائی تو یہ **ممکن نہیں** ہے کہ وہ اپنے رب کے غناء عطا فرمادینے سے **غَنِیّ مُطْلَق ہوجائے**۔ کیونکہ وہ کم ازکم [اپنے] غناء عطا فرمانے والے [پروردگار] کا محتاج و نیازمند ہوگا۔ تو اُسے [علی الاطلاق] بے نیازی نہ ہوگی اور وہ [علی الاطلاق] غَنِی نہ ہوگا۔

الغرض

اقتصاد [ص۲٦ ، ۲۷] میں اہلِ شبہات کو جو فرمایا کہ

اب ان سب اکابر و اسلاف سے کہیے !

آیتِ الضحیٰ میں غنائے مطلق مراد ہے۔ محتاجگی کے وصف کے زوال کے بعد آپ حضرات نے کم محتاجی کہاں سے نکال لیا۔ معطی حقیقی اپنی عطاء کو غناء سے تعبیر کرتا ہے اور آپ حضرات اسی عطاء کو کم محتاجی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر بعد اغناء بھی سرکار حاجتمند ہوں تو اغناء کا معنی کیا

رہا؟ توکم محتاجی مان کر آپ حضرات نے اغناء ہی کو باطل کر دیا۔

یہ کلام تو اب بھی اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے آیتِ کریمہ الضحیٰ ۸ سے ادعائے غنائے مطلق پر برقرار ہے۔

اہلِ شبہات امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا وہ کلام جو دولتِ مکیہ کی نظرِ اول میں ہے مختصراً پیش کرکے کہتے ہیں

> حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو بھی علم مطلق ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی علم مطلق حاصل ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ اللہ کا علم، علم مطلق ذاتی تفصیلی ہے اور سرکار کا علم، علم مطلق عطائی اجمالی ہے۔ بالکل اسی طرح مسئلۂ دائرۂ غناء میں بھی ہے کہ اللہ کا غناء، غنائے مطلق تفصیلی ذاتی ہے اور سرکار کا غناء، غناء مطلق اجمالی عطائی ہے۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے علمِ مطلق عطائی اجمالی سے تو مدح ہونا فرمایا نہیں۔ جیسا کہ دولتِ مکیہ [ص۲۰۶ ، ۲۰۷] میںؔ ہے۔ اور اہلِ شبہات نے اسی کے قیاس پر مانا غنائے مطلق اجمالی عطائی ، تو وہ کیسے اُس میں شمار ہوگی جس سے مدح ہوتی ہے؟.......

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں کہ

ـــہ یہ عبارت ص۲۳ کے حاشیہ میں آرہی ہے۔

کون کون ساعلم عباد کے لیے ہے اور کون ساعلم اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے یہ بتانے میں آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا

گفتگو علم میں نہیں ، اور جس میں ہے وہاں تقسیمِ اول مسلّم ، اور سوم جاری نہیں۔
اگر ہوتی تو سیدنا امام غزالی علامہ زرقانی امام راغب علامہ زبیدی اور امام اہلسنّت رضی اللّٰہ تعالی عنھم جاہل نہ تھے کہ کسی نے جاری نہیں کیا۔

اور کیسے کریں گے جبکہ علم کے تعلقات کی فعلیت واجب ہے ، جبکہ اللّٰـہ عَزَّ وَ جَلَّ کی نسبت سے بھی صفتِ قدرت کے تمام تعلقاتِ ممکنہ کی فعلیت واجب نہیں ، نیز یہ اُسی کے لیے ہے کہ وہاں کسی شیٔ منتظر کا امکان نہیں۔

[جیسا کہ حاشیہ فتاوائے امام ۲۱۴/۶ ، نیز رحمۃ الملکوت قلمی منقول ص۲۵ ، ۲۶ میں ہے]

اور تقسیمِ سوم بحسب وجہ التعلق [دولت مکیہ ص۱۷۶] ہی ہے۔ تو

__" تعلق کس طرح کا ہوا "__ [دولت مکیہ ص۱۷۷]

قدرت میں مطلقاً کیونکر جاری؟..... معھذا اس پر ایک کلام گذرا ، اور ایک اور آئندہ آرہا ہے۔

تو غنائے مطلق میں اہل شبہات کا ''اجمالی'' کا شگوفہ کہ

ــــ قدرت اختیار ہے۔

ذھبت الفلاسفۃ التالفہ فی مسئلۃ صدور افعالہ سبحانہ و تعالیٰ عنہ الی الایجاب وسلب الاختیار۔ وان لم یسلُبوا لفظ القدرۃ

فلاسفۂ تباہ کار نے افعالِ الٰہیہ سبحانہ و تعالیٰ کے مسئلے میں ایجاب یعنی نفیِ اختیار مانا۔ ←

سرکار کا غناء ، غنائے مطلق اجمالی عطائی ہے

جو کہ پہلے نہ تھا اقتصاد کے بعد کھلا کس کام کا؟..... سوا اس کے کہ کلامِ امام سے مصادم پڑا اور اعاظم علماء و اسلاف اہلسنّت کو جاہل ٹھہرایا۔

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

اب فرق وہی کر دیجیے جو اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے علم کے متعلق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا علم، علم مطلق ذاتی تفصیلی ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم، علم مطلق عطائی اجمالی ہے

یہ امام اہلسنّت نے کہاں کہا ہے؟..... دولتِ مکیہ میں تو یہ فرمایا ہے کہ

والتمدح انما یقع مدح اسی قسمِ اخیر [یعنی صرف **مطلقِ** ← الخ [المعتمد المستند ص۹۹] اگرچہ لفظِ قدرت کی نفی نہیں کی الخ

یعنی تو معنیٔ قدرت کی نفی کی ، اور وہ نفی وہی ہے جو اوپر فرمایا نفیِ اختیار۔ اور غنائے مطلق سے اہلِ شبہات قدرت واختیار ہی ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں

اگر غناء مطلق مراد ہو اور یہی مراد ہے بھی تو کلیۂ غناء واختیار ثابت ہوگا۔

جب [آیتِ الضحیٰ ۸] سے غناء واختیار کلی ثابت ہو گیا الخ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم اور نائبِ مطلق ہیں تو حضور کو ہر شیٔ پر قدرت حاصل ہوگی۔

[حاشیہ ص۲۲] ــــ وہ عبارت اور وہ بیان دولتِ مکیہ میں یہ ہے ←

بهذا. **علمِ تفصیلی**] سے ہوتی ہے۔

[دولتِ مکیه ص۲۰٦ ، ۲۰۷]

اور پھر حسبِ زعمِ اہلِ شبہات علمِ اقدس کو علمِ مطلق اجمالی عطائی ٹھہرا دیں گے؟.....

← **وان العلم الذی یصح اثباته للعباد هو العلم العطائی سواء کان العلم المطلق الاجمالی او مطلق العلم التفصیلی و التمدح انما یقع بهذا وقد مدح اللّٰه به عباده فقال** ﴿ ﴾ [پ ۲٦ ایت ۲۸ الذاریات] **وقال** ﴿ ﴾ [پ ۱۳ ایت ٦۸ یوسف] **وقال** ﴿ ﴾ [پ۱۵ ایت ٦۵ الکهف] **و قال** ﴿ ﴾ [پ ۵ ایت ۱۱۳ النساء] **الی غیر ذلک من آیات کثیرة فهو المراد فی آیات الاثبات.**	وہ علم جسے بندوں کے لیے ثابت کر سکتے ہیں وہ علمِ عطائی ہے خواہ علمِ مطلق اجمالی ہو یا **مطلقِ علم تفصیلی** ۔ اور **مدح اسی قسمِ اخیر سے ہوتی ہے**۔ اور بیشک اللہ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی نے علم سے اپنے بندوں کی مدح فرمائی کہ فرماتا ہے ﴿ملائکہ نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری دی﴾ اورفرمایا کہ ﴿**بیشک یعقوب** ہمارے علم دیے سے ضرور علم والا ہے﴾ اورفرمایا ﴿ہم نے خضر کو علمِ لدنی عطاء کیا﴾ اورفرمایا ﴿اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے﴾ اوران کے سوا اور بکثرت آیتیں۔ تو **یہی قسم** ان آیتوں میں مراد ہے جن میں بندوں کے لیے علمِ غیب دیا جانا ثابت فرمایا ہے۔

[دولتِ مکیه ص۲۰٦ ، ۲۰۷]

جسے خوداُس میں شمار نہیں فرمایا جس سے مدح ہوتی ہے۔

سمجھ اتنی گری ہوئی اور دماغ اتنا چڑھا ہوا کہ کہتے ہیں

کچھ آیا سمجھ میں جناب والا علم مطلق عطائی اجمالی کو اعلیٰ حضرت عباد کے لیے مان رہے ہیں پھر آپ کو افضل العباد سرکار کے لیے ماننے میں کیا پریشانی ہے؟

اب دیکھیں کہ ''کیا پریشانی'' میں کیا پریشانی ہے۔

نیز اور دیکھیں پریشانی

علمِ مطلق میں مطلق جمیع کو مستغرق۔ جیسا کہ دولتِ مکیہ [ص۱۸۰ ، ۱۸۱] میں ہے (۱)
اور علمِ مطلق اجمالی عام بندوں کو بھی حاصل۔ جیسا کہ دولتِ مکیہ [ص۲۰۰ ،۲۰۱] میں ہے۔ اور وہیں ہے

—'' ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شَیٔ جانتا ہے۔ تو ہر شَیٔ کہنے میں ہم نے جمیع معلوماتِ الٰہیہ کا لحاظ کرلیا اور ان سب کو ایک اجمالی طور پر جان لیا۔ ''— [ایضاً ص۲۰۰ ، ۲۰۱]

اور معلوماتِ الٰہیہ جَلَّ وَعَلَا غیر متناہی۔ اور

—'' زیادت نہ ہوگی مگر متناہی پر ''— [الکلمة الملهمة ص٦٦]

تو ''**ہر شَیٔ**'' میں جو ہم نے جمیع معلوماتِ الٰہیہ کا لحاظ کرلیا۔ یہ اگرچہ استغراقِ مجازی ہو تاہم اس **علمِ مطلق اجمالی** پر زیادتی نامتصور۔

---

(۱) یہ حاشیہ ص۲۵ ، ۲٦ پر ملاحظہ کریں۔

اور

وانما یتفاضل العلماء باللّٰہ	اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو جاننے والے انبیاءاوراولیاء
من الانبیاء والاولیاء	اور صالحین اورمؤمنین ان میں جو باہم مراتب کا
والصلحاء والمسلمین فی	فرق ہے وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی
علمھم باللّٰہ فلا یزالون	بناء پر ہے (جو جتنا زیادہ جانتا ہے اتنا ہی زیادہ
یزادون علمابعد علم الی ابَد	اُس کا مرتبہ ہے) تو ہمیشہ ابدالآباد تک انہیں
الآباد ولا یقدِرون من علمه	علم پرعلم بڑھتا رہےگا اور کبھی اس کےعلم میں سے
الا علی القدر المتناھی.	قادر نہ ہوں گے مگر قدرِ متناہی پر۔

[دولتِ مکیہ ص۱۹۲ ، ۱۹۳]

یہ **مطلقِ علم تفصیلی** ہے جس میں **زیادتی واقع** ہے۔

بلکہ قدرِ متناہی کا علم اجمالی ہو خواہ تفصیلی بہرحال علمِ مطلق نہیں ، کہ وہ **بعضًا** (۲) کے تحت ہے۔ تو اُس میں زیادتی مطلقِ پر زیادتی ہے ، مطلق پر نہیں۔

[صفحۂ گذشتہ کا حاشیہ] **(۱)** [اور صفحۂ ھٰذا کا حاشیہ] **(۲)** دولتِ مکیہ میں فرمایا

واما الثانیة فھی ان العلم علمان	دوسری تقسیم یہ ہے کہ علم دوقسم ہے۔
مطلق العلم ، و العلم المطلق و	ایک مطلق العلم۔
اعنی به مؤدی اداة العموم و	دوسری علمِ مطلق اوراس سے میری مراد ہے وہ جو
الاستغراق الحقیقی الذی لایثبت	عموم واستغراقِ حقیقی کا مُفاد ہے جس کا ثبوت نہیں
الا بثبوت جمیع الافراد وینتفی	ہوتا جب تک جملہ افراد نہ موجود ہوں اور ←

اور اہلِ شبہات حشمتی انتساب بحوالہ .... المعتقد المنتقد مع شرحہ المعتمد المستند ص۳٦۸ .... ایک عبارت جو دولتِ مکیہ [ص۱۹۰ ، ۱۹۲] میں ہے اُس کی ترجمانی میں کہتے ہیں

لا تناہی کمی خاص ہے علوم الٰہی کے ساتھ اور لا تقفی

خاص ہے بندوں کے علوم کے ساتھ۔

تو اہلِ شبہات حشمتی انتساب علمِ اقدس کو علمِ مطلق اجمالی عطائی ٹھہرا کر اُس میں

← بانتفاء فرد ما.	صرف کسی ایک فرد کی نفی سے منتفی ہوجاتا ہے۔
ویتنوع هذا التعلق الی وجهین جهة الاجمال و جهة التفصيل بحيث يمتاز فيه كل معلوم وانحاز فيه كل مفهوم اعنی ما علمه العالِم كلا او بعضاً فهی اربعة اقسام واحد منها مختص باللّٰه سبحانه و تعالیٰ و هو العلم المطلق التفصيلی.	اور یہ علم کا تعلق دو وجہ پر ہوتا ہے ایک اجمال دوسرے تفصیل کہ جس میں ہر معلوم جدا اور ہر مفہوم دوسرے سے ممتاز ہو یعنی عالم کو جتنے معلومات ہوں کل یا بعض۔ تو اس دوسری تقسیم میں یہ چار قسمیں ہیں ان میں سے ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور وہ علمِ مطلق تفصیلی ہے۔

[دولتِ مکیہ ص۱۸۰ ، ۱۸۱]

اما الثلثة البواقی اعنی العلم المطلق الاجمالی و مطلق العلم الاجمالی و التفصيلی فغير مختصات به تعالیٰ.	رہی باقی تین قسمیں یعنی علمِ مطلق اجمالی اور مطلقِ علم اجمالی اور [مطلقِ علم] تفصیلی یہ قسمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔

[دولتِ مکیہ ص۱۹۸ ، ۱۹۹]

لا تقف عند حدّ کیسے جاری کریں گے؟......

نیز اوصاف وکمالاتِ حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی لا تقف عند حدّ ہیں جیسا کہ امام اہلسنّت اور علامہ زرقانی کے افادات سے اقتصاد [۱۷۶ ، ۱۷۷] میں ہے۔

اور علم ہی کے قیاس پر غنائے اقدس کو بھی اہلِ شبہات حشمتی انتساب غنائے مطلق اجمالی عطائی ٹھہرا رہے ہیں ، تو اس میں بھی وہ لا تقف عند حدّ کیسے جاری کریں گے؟...... یا کہ اب مطلق اجمالی میں مطلقِ اور تفصیلی کا شگوفہ نکالیں گے؟.....

اہلِ شبہات ایک استدلال میں کہتے ہیں

”کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں“

کیوں؟ تم ہو میں بے بس اس لیے نہیں ، تم ہو میں بے کس اس لیے نہیں یعنی میرے آقا آپ ہمارے کس بھی ہیں اور بس بھی ہیں تو ہم **بے کس** کیسے ہو سکتے ہیں؟

دیکھیے اعلیٰ حضرت قبلہ خود کو **بے بس** کہنے کو تیار نہیں۔

کہا تو ہے

شہا بے کس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن الخ

رضایت سائلِ بے پر توئی سلطانِ لا تنھر الخ

نیز وہیں ہے

ز وردہِ نارساں تکیہ گہِ بے کساں الخ

نیز اور جگہ ہے

بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم الخ

نیز کہا ہے

بے بسی ہو جو مجھے پرسشِ اعمال کے وقت الخ

اور بھی ہے

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل اجاڑا خانۂ بے کس بڑا کمال کیا

نہ گھر کا رکھا نہ اُس در کا ہائے ناکامی ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

یہ اشعار اہلِ شبہات کے نزدیک امام اہلسنّت کے نہیں ہوں گے؟....... یا ''بے بس'' ''بے زر'' ''ناچار'' کا معنی ان کے نزدیک ہوگا بس والا طاقت والا اختیار والا؟..... اور جب کچھ نہیں تو تناقض ہوا۔

اہلِ شبہات کہتے ہیں

بے بس وہ ہے کہ جس کا کوئی یار و مددگار نہ ہو

شاہزادۂ امام حضور سیدی مفتیِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما عرض گذار ہیں

میں بیکس ہوں میں بے بس ہوں مگر کس کا تمہارا ہوں

تہِ دامن مجھے لے لو پناہِ بے کساں تم ہو

اور اس کے بعد عرض کیا

حقیقت میں نہ بیکس ہوں نہ بے بس ہوں نہ ناطاقت

میں صدقے جاؤں مجھ کمزور کے تاب و تواں تم ہو

تو پہلے جو اپنے کو بے بس کہا وہ غلط تو ہے نہیں۔ تو کیا حضور شاہزادۂ امام نے نقیضین کو جمع کیا ہے؟.....

کہ پہلے خودکو کہا ''بے بس ہوں'' جس کا **اہلِ شبہات** کے نزدیک معنی ہوا : میرا کوئی مددگار نہیں۔ پھر کہا ''نہ بے بس ہوں'' جس کا اہلِ شبہات کے نزدیک معنی ہوا : ایسا نہیں کہ میرا کوئی مددگار نہیں۔

اور ظاہر وحقیقت سے تناقض دفع کریں کہ ظاہر میں بےبس ہوں کہ میرا کوئی مددگار نہیں اور حقیقت میں بےبس نہیں کہ حضور میرے مددگار ہیں۔

صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم.

تو کیا بےبس کے معنئ حقیقی یعنی ..... ناطاقت و بےاختیار ...... میں یہ جاری نہیں؟...... کہ .... اپنی ذات سے بےبسی ہو یعنی ناطاقتی و بےاختیاری۔ اور عطاء سے بس یعنی طاقت واختیار ہو .... جیسا کہ اقتصاد نے بتایا۔

[خصوصاً ص۱۵۵ تا ۱۵۹ میں ، نیز ۲۷ ، ۳۷ ، ۵۵ ، ٦۸ وغیرہ میں]

مگر یہ اہلِ شبہات کو منظور نہیں۔

وہ کہتے ہیں

> اللہ کا محتاج ہونا اور ہے ،اور بےبس ہونا اور ہے۔ بےبس وہ ہے کہ جس کا کوئی یار و مددگار نہ ہو۔

اشعارِ بالائے امام وشاہزادۂ امام میں بےبس نہیں سے اختیار تو ثابت ہے نہیں۔ یعنی یہ مراد نہیں ہے کہ حضور مالک ومختار بعطائے پروردگار صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیں اختیار مل گیا کہ ہم جب چاہیں بہ مساعدتِ ارادۂ الٰہیہ جَلَّ وَعَلَا حرج و مرض و دشمن وبلاء کو دور کرلیں۔

بلکہ یہ مراد ہے کہ ایسی آزمائش کی گھڑی میں حضور ہم غلاموں کی طاقت و قوت ہیں کہ اپنی طاقت وقوتِ خداداد سے اپنے غلاموں کی ان مصیبتوں کو دور

فرمائیں گے۔

یہ نہیں کہ جیسے معجزہ کا خوداختیار رکھتے ہیں کرامت کا ہمیں اختیارعطاء فرمادیں گے۔ تو اشعارِ بالا میں بےبس نہیں سے اختیارثابت نہیں۔

اس سے اہلِ شبہات نے بےبس کا مطلقاً یہ معنی ٹھہرالیا کہ

بےبس وہ ہے جس کا کوئی یارومددگار نہ ہو

یہ شاید اس لیے کہ اسے اپنے اعتراض کا زیادہ مؤیّد خیال کیا۔ مگر یہ اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے گلے کا ہار ہوگا۔

زید مالدار ہے ، تو اُسے طاقت واختیار ہے ، مگر اُس کا کوئی مددگارنہیں ، تو وہ .... **اہلِ شبہات** کے مذکور بالا **معنی** کے مطابق .... بےبس ہے۔

تو اہلِ شبہات کے یہاں بےبسی سے اختیار کی نفی نہیں ہوئی ، اور بےبسی اہلِ شبہات کے نزدیک اختیار کے منافی نہیں ہوئی۔

تو فتوائے حضرت فقیہِ عصر میں ترجمانیِ الامن والعلیٰ میں آئے لفظِ بےبسی سے اہلِ شبہات نے اختیارِ عطائی کی نفی کیسے سمجھ لی؟...... کہ کہا

اختیارِ عطائی کو یک گونہ بےبسی سے تعبیر کرنا عجب ہے جب [آیتِ الضحیٰ ۸] سے غناء واختیار کلی ثابت ہوگیا تو وہ یک گونہ بےبسی کیا رہی۔

اب وہ جو اہلِ شبہات نے کہا کہ

شاید اتنی زبردست تبدیلیاں اسی دل کے بہلاوے کی غماز ہیں اس میں بھی

حال یہ کہ اعتراض ہٹانہ سکے حجت خصم مٹانہ سکے ناحق تکلیف خامہ اٹھائی۔

یہ کس کا حال ہوا؟.....

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

بے بس کہنے کے لیے مصروف

یہ مطلق غنائے مطلق کہیں اور ''اقتصـاد'' کے شناعت دکھانے پر ناحق ''اجمالی'' کا پیوند جوڑ لیں اور وہ انہیں بسروچشم مقبول۔ مگر دوسرا لاکھ بے بس نہ کہنا دکھادے انہیں کچھ مقبول نہیں۔ یہ ہے عقل وانصاف ودیانت کا حال۔

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

آپ نے کہہ دیا کہ اثبات معنی ہے مگر اس پر جو اعتراضات قاہرہ ہیں اسے کون جھیلے گا

وہ اعتراضاتِ قاہرہ ہیں؟....... یا سنداستناد پر کلام سے عاجزی اورزعم؟.....

کیا خطابِ ازلی انت المختار [سرور القلوب ص۵۵] کے مخالف ومنافی ہے؟....... وہ جو امام اہلسنّت نے فرمایا کہ

—" دائرۂ عبدیت وافتقار سے قدم نہ بڑھا نہ بڑھ سکے "—

[اعتقاد الاحباب ص۹ ، فتاوی رضویہ مترجم ۲۹/ ۳۴۸ ، ۳۴۹]

اوراگر اس کے ساتھ امام اہلسنّت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

__" وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ اُن کا محکوم اور اُن کے سوا عالَم میں کوئی حاکم نہیں۔ سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج۔ قرآنِ عظیم اُن کی مدح وستائش کا دفتر نام اُن کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے برابر۔

بایں ہمہ خدا کے بندۂ محتاج ہیں۔ خزانۂ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے سب پائے۔ مگر دائرۂ عبدیت وافتقار سے قدم نہ بڑھا نہ بڑھ سکے۔ "__ مختصراً

[اعتقاد الاحباب ص۹ ، فتاوی رضویہ مترجم ۳۴۸/۲۹ ، ۳۴۹]

تو فتویٰ حضرت فقیہِ عصر سیدی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ مـد ظلـہ الـنـورانـی میں بھی اختیارِ عطائی کے ساتھ ہی تو فرمایا ہے ، اور آخر فتویٰ میں بھی بے مثل اختیارِ عطائی ہی تو بیان فرمایا ہے۔

اور اس کے لیے بھی قدوہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے کلامِ الامن والعلیٰ کو بنایا ہے۔ کہ دہلوی کی جس بولی میں تھا

کسی نوع کی قدرت نہیں۔ نہ دخل۔ نہ طاقت۔ اختیار سے باہر

اس بولی کے رد میں امام اہلسنّت نے

عام بندوں سے برتر اختیارِ عطائی ہونا اور ..... بے ارادۂ الٰہیہ نہ کام دے سکنا

ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور یوں افراط وتفریط دونوں کا سدّ باب کر کے مذہبِ حق وراہِ اعتدال کو بالکل آشکارا فرمادیا ہے۔

اور جو احتیاج وافتقار امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے یہاں اعتقاد الاحباب میں مانا وہ ذاتی ہی تو ہے ، اس سے اختیارِ ذاتی و مستقل ہی کی تو نفی ہے۔

اور یہی تو فتویٰ حضرت فقیہِ عصر اور تصنیف منیفِ ''اقتصاد'' حضرت فقیہِ مبصر میں ہے۔ ورنہ کیا اختیارِ عطائی ظلی تبعی سے واجب ہونا لازم آتا ہے؟......

فتاوائے ششم [ص ۱۵۵] میں **کیا** اختیارِ عطائی ماننے کی تصریح کے ساتھ اختیارِ ذاتی و مستقل کی **نفی** ...... اور وہ بھی وقتِ حاجت فتویٰ میں بیانِ حکم و فرقِ حق و باطل میں اور وہ بھی نہ اطلاق بلکہ از روئے اثباتِ معنی ...... ایسے لفظ سے جو اختیارِ ذاتی و مستقل کی نفی کا بھی معنی رکھتا ہے ...... جیسا کہ الامن والعلیٰ [ص ۲۱۰ ، ۲۱۱] میں قید ''**محض**'' بھی اس کا ایک ثبوت ہے ...... **کرنے پر** امام اہلسنّت نے وہ فرمایا ہے؟...... کہ

__'' اس لفظ کا استعمال کرنا بیشک تنقیص و توہین ہے ''__

[فتاوی رضویہ ۶/۱۵۵]

یا ویسے ہی بیانِ حکم و فتویٰ پر یہ فرمایا ہے؟...... کہ

__'' اس سے بہتر لفظ خیال کیونکر آتا جب دل میں عظمت ہی نہیں ''__

[فتاوی رضویہ ۶/۱۴۷]

دائرۂ عبدیت وافتقار سے قدم نہ بڑھ سکنا اور بے ارادۂ الٰہیہ نہ کام دے سکنا ان الفاظ

میں عظمت ہے یا نہیں؟...... حکومت وسرداری کا معنی ہے یانہیں؟...... اگرنہیں تو امام اہلسنّت قُـدِّسَ سِـرُّہٗ نے کیسے استعمال فرمایا؟..... اور ہے تو پھران کااستعمال کہیں بھی ناروا نہیں ہوگا؟......

یہ ہے فتوائے حضرت کی عبارت کو لےکر اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے اندھیری ڈالنے کاحاصل۔

کیونکہ وہ اس سے مطلق بےخبرنہیں ہیں کہ کیا اطلاق ہے؟.... اور کیا اثباتِ معنی؟.... کیا روا؟..... اورکیا ناروا؟......

وہ خود کہہ چکے ہیں کہ

بیانِ عقائدواجمال میں تواس میں کوئی شک نہیں کہ ارادۂ الٰہیہ ومشیتِ الٰہیہ

اگرمساعدت نہ کرے توبندوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

اللہ کی مرضی کے بغیرذرہ بھی نہیں ہل سکتا یقیناً اُس کے چاہے بغیر

کچھ نہیں ہوسکتا۔

اور ہے یہ کہ مذکوربالا الفاظِ امام اگر وقتِ حاجت ہیں فرقِ حق وباطل کے لیے ہیں اور فضائل واختیارِ عطائی کےساتھ ہیں اس لیے ناروانہیں توہین نہیں

تو یہی تو فتویٰ حضرت فقیہِ عصر میں ہے کہ الفاظِ حضرت وقتِ حاجت فرقِ حق وباطل کے لیے ہیں اور اختیارِ عطائی کےساتھ ہیں اور اسی کلامِ الامــن و العلیٰ کی ترجمانی میں ہیں۔

اب کلامِ امام اجمال ہے تو ترجمانیٔ حضرت بھی اجمال ہے اور کلامِ امام تفصیل ہے تو ترجمانیٔ حضرت بھی تفصیل ہے ۔

اس کے سوا اطلاق نہ ہے نہ اسے روا کہا ہے ، نہ فتوائے حضرت فقیہِ عصر میں نہ اقتصادِ فقیہِ مبصر میں۔

اہلِ شبہات کے | یک گونہ بےبس کہنا | ٹھہرانے پر اقتصاد [ص ۶۴] میں فرمایا

—" یہ نہ جواب میں ہے اور نہ ایسے اطلاق کو جس سے ثابت شدہ اختیارِ عطائی کے سلب یا تنقیصِ شانِ معظَّمین کا ایہام ہو ہم رواجانیں۔ "—

مگر یہ اہلِ شبہات حشمتی انتساب کا خانہ ساز اختیار ہے کہ جس کا کلام چاہیں بیانِ عقائد و اجمال میں رکھیں اور جس کا چاہیں اطلاق و تفصیلِ ممنوع میں ڈال دیں۔

یہ ارسالِ لسان کریں مطلق حاجتمندی کا وصف زائل ہوجانا کہیں ، غنائے مطلق تک کہیں ، جاہلوں کو اختیارِ مستقل کا توہم دلائیں ، شناعت دکھانے پر غنائے مطلق میں اجمالی کا شگوفہ کھلائیں ، اور اس کے لیے اللہ کے پیارے محبوب صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ پاک وہ ٹھہرائیں جو عام بندوں کو بھی حاصل ہے یعنی علمِ مطلق اجمالی عطائی ، اور اس کا عام بندوں کو حاصل ہونا خود اپنے منھ امام اہلسنّت سے نقل کریں۔

نیز علمِ مطلق اجمالی عطائی وہ ہے جسے امام اہلسنّت نے اُس علم میں شمار نہیں کیا جس سے مدح ہوتی ہے جیسا کہ دولتِ مکیہ میں وہیں ہے۔ اور جن آیتوں کو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے پیش فرمایا ان میں محبوبانِ خدا علی سیدھم وعلیھم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے جن کی مدح اللہ تعالیٰ نے علم سے فرمائی ہے۔ اور اس علم کو امام اہلسنّت نے مطلقِ علمِ تفصیلی فرمایا ہے، اور وہ بھی حصر کے ساتھ، کہ

—" یہی قسم ان آیتوں میں مراد ہے جن میں بندوں کے لیے علمِ غیب دیا جانا ثابت فرمایا ہے۔ "— [دولتِ مکیہ ص۲۰۶، ۲۰۷]

اور پھر یہ اہلِ شبہات حشمتی انتساب اپنے منہ سے نکلی غنائے مطلق کو صحیح کرنے کے لیے حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ پاک کو علمِ مطلق اجمالی عطائی ٹھہرائیں جو عام بندوں کو بھی حاصل اور مدح ہونے میں شمار سے خارج۔ اور اس میں نہ پیارے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ پاک کی کسرِ شان کا انہیں خیال آئے نہ اپنے علم و دیانت کا کام تمام ہوجانے کا انہیں ملال آئے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

کلامِ "اقتصاد" [ص۸۷]

—" غیر ظل نہیں "—

پر اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

ــــ یہ عبارت حاشیہ ص۲۳ میں مندرج ہے۔

توجوظل ہوگا وہ غیر نہیں الخ

یہ جہل ہے یا پھر تلبیس۔ کلام مصداق میں نہ تھا ، بلکہ معنی میں۔ وہیں اوپر تو فرمایا ہے کہ

—" "غیر" کا تصور اُس کے ذہن میں کیا ہوگا؟...... "ظلیت" ہوگا نہیں ، بے شعوری ہی سے سہی مگر ظلیت کے سوا کوئی خاکہ ہوگا الخ "— [اقتصاد ص۸۷]

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

" المعتقد المنتقد مع شرحہ المعتمد المستند ص۳۶۰ پر ہے کہ وبالجملة اذ تحقق ان الاعمال ایضاً غیر الله ولیست بالاله والانبیاء ایضاً غیر ذات اللّٰه.

یہ غیر اور ہے وہابیہ جو بولتے ہیں وہ غیر بمعنی مستقل ہے "

بہت اچھا۔ یہاں اہلسنّت کے غیر اور وہابیہ کے غیر میں اہلِ شبہات نے فرق سمجھ لیا۔

مگر جہاں ایک سنی عالمِ دین محافظِ اسلام و مسلمین دافعِ فتنہائے مبتدعین ومرتدین کلام کرتا ہے وہاں اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو فرق سوجھائی نہیں دیتا کہ

اُس سنی عالمِ دین کے کلام میں جو لفظِ "بے بسی" سے ترجمانی آئی وہ وہابی دہلوی معنی کا وہابی دہلوی لفظِ "بے بس" ہرگز نہیں جو اختیارِ عطائی سے انکار کے لیے دہلوی نے لایا۔

یونہی وہ لفظِ ''ایلچی'' بھی ہرگزنہیں جس میں حکومت وسرداری کا یکسرانکار اور توہین ہے۔

یونہی وہ لفظِ ''دلال'' بھی ہرگزنہیں جوایک ذلیل پیشہ کا معنیٰ رکھتا ہے۔

یونہی وہ اختیارِعطائی کا انکارکرنے والے الفاظ ''فقیرغریب مسکین'' بھی نہیں۔

یونہی وہ ایسے ناروا اورتوہینی الفاظ بارگاہِاقدس میں بولنا بھی ہرگزنہیں۔

بلکہ وہ عام بندوں سے **برتر** و **اعلیٰ اختیارِعطائی** صاف صاف **بتاکر** ...... **اختیارِ مستقل** کی **نفی** کےمعنیٰ میں ہے ، اور **فتــویٰ** میں ہے ، **بیانِحکم** میں ہے ، **حق وباطل** کا فرق بتانے اور واضح کرنے میں ہے ، اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے کلمات

— '' اورنہ بےارادۂالٰہیہ اُن کاارادہ کام دےسکتاہے '' — [الامن والعلیٰ ص۲۱۱]

کی **ترجمانی** میں ہے۔

اور **جس طرح** امام اہلسنّت نے دہلوی کی ان الفاظ پرمشتمل بولی کہ

کسی نوع کی قدرت نہیں۔ نہ دخل۔ نہ طاقت۔ اختیار سے باہر

اس کے ردمیں اعلیٰ اختیارِعطائی اوراس کےساتھ اختیارِمستقل کی نفی بیان فرمائی ، **اسی طرح** امام اہلسنّت کی اتباع سے

دہلوی کی ''بےبس'' بولی کےردمیں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے بےمثل اختیارِعطائی ثابت دکھانے ، اور اس کےساتھ اختیارِمستقل کی

اُن حضرات سے نفی کرنے میں ہے ، مذہبِ حق مذہب اہلسنّت کا افراط وتفریط سے جدا اقتصادواعتدال و میانہ روی روشن کرنے میں ہے ، اور یہ صاف واضح کردینے میں ہے کہ اختیارِ مستقل نہ ماننا گمراہی ہرگزنہیں بلکہ وہ تو حق ہے۔ ہاں اختیارِ عطائی سے انکار یہ گمراہی ہے ، اوریہی دہلوی نے اپنی اس بولی سے چاہا ہے۔

تو یہاں اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو فرقِ معنی فرقِ بیان فرقِ محل و مقام کیوں سوجھائی نہیں دیتا؟......

آخر وہ کون سا جذبہ ہے جو امامِ اہلسنّت کے کلام میں فرق کرادیتا ہے اور یہاں فرق نہیں کراتا؟......

عاجزی بےبسی ہی ہے اورجس عاجزی بےبسی کا منشأ ذاتِ ممکن ہو اُس میں عاجزی بےبسی کا استعمال خلافِ عرف ولغت نہیں ، بخلاف ''فرمان'' اور ''عامل'' کے۔ ولہذا عقائدِ حقه میں اسی عاجزی میں لفظِ ''عاجز'' کا استعمال ہے کہ

—'' ادراکِ حقیقتِ الٰہیہ میں انبیاءواولیاء عاجز ہیں ''—

اور یہ ذات و صفاتِ عَلِیّہ سے متعلق علم ممکن العطاء کی نفی نہیں کرتا۔ ولہذا آگے فرمایا

ـــ دولتِ مکیه میں فرمایا

و انما یتفاضل العلماء باللّٰه	اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو جاننے والے انبیاءاوراولیاء اور
من الانبیاء و الاولیاء و	صالحین اورمؤمنین ان میں جو باہم مراتب کا فرق ہے ←

—"تجلیاتِ ذاتی وصفاتی واسمائی نصیبِ انبیاءواولیاء حسب المراتب دنیامیں ہوتی ہے۔ "— [عقائدِ حقہ اہلسنّت وجماعت مقتبسہ شیر بیشۂ سنّت ص ۳۵]

اب اہلِ شبہات حشمتی انتساب یہاں اپنی جرأتِ رندانہ آزمائیں نا۔ عاجز و بے بس میں کتنا فرق ہے؟...... عاجز کہنا کیا توہین نہیں؟..... اثباتِ معنی کے لیے کیا یہی لفظ ملا تھا؟...... عاجز کے بجائے یہ بھی تو بول سکتے تھے کہ "نہیں جان سکتے" عاجز کیوں بولے؟.....

یہ ہے آئینۂ حق نما۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فتاوائے ششم [ص۱۲۶] میں نسیم الریاض [۳۳۶/۴] سے استشہاداً نقل فرمایا

—" قال الزرکشی کالسبکی لا یجوز ان یقال له صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فقیر او مسکین وھو اغنی الناس باللّٰہ تعالیٰ لاسیما بعد قوله تعالیٰ [آیتِ والضحیٰ ۸] "—

اسے پیش کرکے اہلِ شبہات اپنے مزعومہ بے بس کہنے کے ناجائز ہونے پر اسے سند ٹھہراتے ہوئے کہتے ہیں کہ

← الصلحاء والمسلمین فی علمھم باللّٰہ. وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی بناء پر ہے جو جتنا زیادہ جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اُس کا مرتبہ ہے۔

[دولتِ مکیه ص۱۹۲ ، ۱۹۳]

صاحب نسیم اور اعلیٰ حضرت قبلہ کے مطابق آیت والضحیٰ کے نزول کے بعد خاص کر مسکین ، غریب کہنا جائز نہیں تو بے بس کہنا جو اس سے بھی زیادہ سخت اور قبیح ہے کیسے صحیح ہوگا ؟ اگرچہ ایک گونہ ہی سہی۔

فقیر کا ایک معنی صاحبِ قاموس علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے بتایا : محتاج۔ اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اس معنی کا لفظ اور اس لفظ کے معنی کا مصدر افتقار اور محتاج دونوں استعمال فرمائے کہ

—" قرآنِ عظیم اُن کی مدح وستائش کا دفتر نام اُن کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے برابر۔ بایں ہمہ خدا کے بندۂ و محتاج ہیں۔
خزانۂ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے سب پائے۔ مگر دائرۂ عبدیت و افتقار سے قدم نہ بڑھا نہ بڑھ سکے۔ "— مختصراً

[اعتقاد الاحباب ص۹ ، فتاوی رضویہ مترجم ۲۹/ ۳۴۸ ، ۳۴۹]

یہ افتقار اور محتاج کیا اپنی ذات سے بس اپنی ذات سے اختیار کے معنی میں ہیں؟..... ہرگز نہیں ، اور نہ اختیارِ عطائی کی نفی کے معنی میں۔ تو اہلِ شبہات اس سے نیز کیسے استعمال فرمایا؟..... اس سے آنکھیں بند کر کے یہاں بھی جاری کردیں عبارتِ نسیم۔

مگر نہیں یہاں مجبوری ہے۔ یہاں جاری کریں تو پھر کہیں کے نہیں رہ جائیں گے۔ تو خانہ ساز اختیار ہے۔

یہ ہے آئینۂ حق نما جو لغویات و فضولیات و تحکمات کو خاکستر کرتا ہے۔

حاشیہ الاستمداد ص۴۴ میں دہلوی کی یہ بولی نقل فرمائی کہ

ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار

اور اس پر تکمیلات میں فرمایا

—" ثانیاً:- جب اللہ نے اُنہیں اختیار دیا اوروں کو نہ دیا تو دیے بے دیے **برابر** کیسے ہوگئے؟...... اللہ کا دینا بھی معاذ اللہ محض بیکار گیا کوئی اندھے سے اندھا بھی بادشاہ مالکِ خزائن اور ایک بھیک منگے کو نہ کہے گا کہ دونوں **یکساں** بے زر ہیں۔ "—

[تکمیلاتِ الاستمداد ص۱۱۵ ، ۱۱۶]

اہلِ شبہات حشمتی انتساب اس کا کچھ حصہ نقل کر کے کہتے ہیں

یہی ہم نے کہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو غنی کرنے کے بعد بھی بے بس کہیں تو اغناء کا معنی کیا رہا؟

اہلِ شبہات کو اتنی تمیز نہیں کہ تکمیلات میں دہلوی کا رد کس پر ہے؟...... کہنے پر؟...... یا ماننے پر؟...... اور ماننے میں مطلقاً ماننے پر؟...... یا برابر کے عاجز و بے اختیار ماننے پر؟...... کلامِ تکمیلات بہ بانگِ دہل اعلان کر رہا ہے کہ "دہلوی کے برابری ماننے" کا رد ہے۔

اقتصاد ص۱۴۳ تا ۱۴۵ بلکہ ۱۴۲ تا ۱۴۸ نے اسے کتنا واضح کر دیا تھا مگر

آنکھوں میں دھول جسے جھونکنا ہو وہ کیا کرے؟.......

پھر اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

اور بحوالۂ نسیم الریاض جن کلمات کے عدم جواز کی صراحت ماقبل میں گذری
ان کلمات کو ترتیب مقدمات دے کر عقل فاسد لاکر بولنا کیسے جائز ہو گیا؟

اولاً:۔

ہاں کلماتِ متضمن بہ معنیٔ ناروا و توہین کے حکم کو بیانِ عقیدہ و امتیازِ حق و باطل با مراعاتِ ادب و احتیاط کے ساتھ ترتیبِ مقدمات دے کر عقلِ فاسد لاکر بولنا اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے یہاں جائز ہے۔

کیونکہ جائز ناجائز حلال حرام سنیت ضلالت کفر اسلام ان کے گھر کی چیز ہے ، جہاں جیسا چاہیں بول دیں۔

یہ اس لیے کہ فرق ایسا نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں ہیں ابھی ان کا فرق کرنا گذرا کہ

—'' یہ غیر اور ہے وہابیہ جو بولتے ہیں وہ غیر بمعنی مستقل ہے ''—

مگر سامنے مقابل کے الفاظ میں وہ اہلسنّت اور وہابیہ کا فرق نہیں کرتے ، وہاں آنکھ بند کر کے چلتے ہیں ، چہ جائیکہ معنی و جائے وقوع کا فرق کریں۔ مانا کہ ان کے معنی کی گہرائی سے جاہل ہیں تو جہالت پر جرأت تو نہیں کرتے۔ مگر خانہ ساز اختیار ہے۔

ثانیاً:۔ **اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے طور پر** دہلوی عقلِ صحیح لاکر

عاجز بے بس بے اختیار بولا ہوگا؟......

اس لیے **امام اہلسنّت حضور مفتیِ اعظم ہند شیر بیشۂ سنّت** کسی نے دہلوی کے لفظِ عاجز بے بس بے اختیار لانے پر **نسیم الریاض وغیرہ** کی وہ کثیر عبارات پیش کردۂ فتاوی رضویہ [۱۲۶/۶ ، ۱۲۷] میں سے

کچھ **نہیں پیش** کیا؟......

ثالثاً:- بلکہ عاجز بے بس بے اختیار کے الفاظ لانے پر **کوئی رد ہی نہیں کیا**۔ رد کیا ہے اور **بار بار** بھی کیا ہے تو **صرف برابر** کی عاجزی بے اختیاری ماننے کا رد کیا ہے۔

تو اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے طور پر وہ سب حضرات جاہل تھے انہیں دہلوی کے عاجز بے بس بے اختیار کے الفاظ پر وہ رد سوجھائی نہیں دیا جو اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو سوجھائی دیا ہے۔

اگر لفظِ بے بسی **بروقتِ ضرورت** ہزار اختیارِ عطائی ماننے کی تصریح کے ساتھ آئے تو بھی اختیارِ عطائی کی نفی کرتا اور توہین کا معنی دیتا ہے

[حالانکہ بحمدہ تعالیٰ ہم اس زعم کے تمام شوشے گوشوں کو تارتار کر چکے ہیں]

تو یہ وہ علم ہے جس سے امام اہلسنّت حضور مفتیِ اعظم ہند شیر بیشۂ سنّت سب جاہل تھے

کہ دہلوی کی عبارات میں صاف عاجز بے بس بے اختیار کے الفاظ دیکھے اور دہلوی کا اختیارِ عطائی سرے سے نہ ماننے کے ساتھ دیکھے اور پھر بھی ...... برابر

کی عاجزی ماننے کے رد کے سوا ...... دہلوی کے یہ الفاظ لانے پر

کوئی مواخذہ کوئی گرفت کوئی رد نہیں کیا۔

اس رد و مواخذہ کا علم صرف اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو ہوا ہے۔ وہ حضرات سب اس علم سے عاری وخالی تھے۔

یہ ہے اہلِ شبہات حشمتی انتساب کے زعمِ تحکمانہ اور اعتراضِ کورانہ کا حال۔

ہاں ہاں
اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو اگر دعویٰ ہے

کہ لفظِ بےبسی کا محض آجانا ہی گمراہی ہے

اور اس **سوال** کا کہ ...... دہلوی کی بےبس بولی میں دہلوی کی گمراہی کیا ہے ...... **جواب** **ان** کے **نزدیک** یہ ہے کہ محض لفظِ بےبس لانا ہی دہلوی کی گمراہی ہے ، چہ جائیکہ اختیارِ عطائی کا سرے سے انکار کرنا اور برابر کی عاجزی بےبسی ماننا۔

تو کلامِ **امام** یا **معتمدِ اَعلام** سے **ثبوت** دے دیں نا کہ دہلوی کے عاجز بےبس پر یہ فرمایا ہو کہ ...... اختیارِ عطائی کا انکار اور برابر کی عاجزی بے بسی کا اقرار درکنار ...... محض یہ الفاظ لانا اور ان لفاظ سے تعبیر کرنا ہی دہلوی کی گمراہی ہے؟...... یا دہلوی کے یہ الفاظ لانے پر رد میں اُن حضرات کے کلمات سے ایسا ثابت ہو؟.....

جہالت کرنا آسان ہے ، مباحثِ علمیہ دینیہ اور تصریحاتِ اسلاف سے استخراجِ احکامِ الٰہیہ جَلَّ وَعَلَا میں کچھ بولنا آسان نہیں۔

اس عنوان پر کلام کو ہم نے کچھ رنگِ حرارت وتفصیل دیا ، اس لیے کہ یہاں اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو جہالت وجرأت وضدیت کا بھوت ایسا جاگتا ہے کہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹوں سے نہیں اترتا۔

اہلِ شبہات فتاوی رضویہ [۶/۲۸۷] سے ایک عبارت لاکر کہتے ہیں

> بتایئے سلاسل اعداد جنت کی نعمتیں جہنم کے عقوبات اگر مخلوق ہیں تو غیر متناہی کیسے؟ آپ نے کہا تھا کہ ہر مخلوق متناہی ہے

''اقتصاد'' میں جوفرمایا

__" حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق ہیں اور ہر مخلوق متناہی اور متناہی کی صفت نامتناہی نہیں ہوسکتی "__ [اقتصاد ص۱۷۵]

یہ کلامِ ''اقتصاد'' ...... وجود میں آچکے ...... کی نسبت ہے ، اور وہ بیشک متناہی۔ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

__" اور یہ جانبِ ابد بھی محال کہ کسی وقت یہ صادق آئے کہ غیر متناہی وجود میں آلیے ، بلکہ ابدالآباد تک جتنے موجود ہوتے جائیں گے خواہ باقی رہیں یا فناء ہوتے جائیں سب متناہی ہوں گے "__

[الکلمة الملهمة ص۶۶ ، فتاوی رضویہ مترجم ۲۷/۴۶۴]

اورشیٔ کی **علم** میں لاتناہی **موطنِ ہست** میں لاتناہی کو مستلزم نہیں۔ ابد کو ہم جانتے ہیں غیر متناہی۔ اور

__" ابدالآباد تک جتنے موجود ہوتے جائیں گے سب متناہی "__

[الکلمة الملهمة ص۶۶]

نیز اسی کے حاشیہ [ص۱۰۴] میں ہے جس کا ایضاح افاضۂ نورانی و حاشیۂ تعاقبِ فلاسفہ [ص۶۰ اور ۱۶۸ تا ۱۷۲] میں ہے۔ اور علمِ الٰہی جَلَّ وَعَلا تو متناہی سے متعلق بھی غیر متناہی ہے۔

__" اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علم ہیں "__

[دولتِ مکیہ ص۱۸۷]

اور عدد کے لیے سرے سے نیستی سے ہستی اور وجودِ عینی نہیں۔

الغرض جنہیں وجودِ علمی و وجودِ عینی میں تمیز نہیں انہیں دعویٰ یہ ہے کہ

شاگردی کیجیے تو بہت کچھ سکھا دیں

اقتصاد میں تھا

__" دہلوی ومتبعانِ دہلوی کی بولیوں میں مقابل مستقل جدا کے معانی دکھا کر انہیں الزامِ شرکِ جلی کب دیا گیا؟...... جب انہوں نے مقربانِ بارگاہِ الٰہی کی تعظیم اُن سے تَوَسُّل اِستِمدَاد وغیرہ پر مسلمانوں کو مشرک کہا اُس وقت؟...... یا اُس سے پہلے؟...... "__

[اقتصاد ص ۸۶]

اہلِ شبہات حشمتی انتساب اس پر کہتے ہیں

> اعلیٰ حضرت قبلہ کے ان کے شرکِ جلی میں گرفتار ہونے کے قول کی علت مسلمانوں کو مشرک کہنا ہے یا تقابل کرنا ہے۔
>
> تو تحقیق حق یہ ہے کہ حکم شرک اس پر ہے کہ انہوں نے انبیاء واولیاء کو مستقل ہستی سمجھا یعنی تقابل کیا اور مسلمانوں کو مشرک کہنا اس کا نتیجہ ہے۔

اہلِ شبہات نے یہ فرق نہ کیا کہ دن دیکھ کر سورج نکلا معلوم ہو جانا دن کو سورج نکلنے کی علتِ واقعی نہیں کر دیتا۔ شرکِ جلی میں گرفتار ہونے کی علت اور اس گرفتاری کے قول کی علت دونوں ایک نہیں۔

پھر اہلِ شبہات کہتے ہیں

> ان کا یہ لکھنا کہ الزامِ شرک کب دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم شرک نہیں دیا بلکہ الزام شرک دیا

اقتصاد [ص ۱۱۹] میں یہ بھی ہے

"الاستمداد میں فرمایا —

رب کا مقابل سمجھے رسل کو اپنا شرک بھلاتے یہ ہیں

یعنی خود جو ''آگے روبرو مقابلہ'' کے الفاظ لاکر ''موازنہ کرنے'' سے محبوبانِ خدا کو جدا و مستقل ہستی ، اور محبوبانِ خدا کی عزت کو عزتِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا سے جدا

مستقل عزت **سمجھنا لازم آیا** یہ ان کا اپنا شرک ہوا۔ اپنے اس شرک کو یہ بھول میں ڈالتے ہیں اور مسلمانوں پر منھ آتے ہیں۔

لہذا یہ جو فرمایا

" خدا کے مقابل ایک مستقل ہستی سمجھا ہے " [تکمیلات ص۵]

یہ "**سمجھا**" فرمانا ویسا ہی ہے جیسے سُبُحٰنَ السُّبُّوح میں اسی دہلوی کو فرمایا کہ

" اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہ سفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر و ہمایوں و اکبر سمجھا ہے " [فتاوی رضویہ ۶/۲۵۲]

اس "سمجھنے" کا بھی اُس کی طرف سے التزام نہ تھا ، ورنہ یہ نہیں فرمایا جاتا کہ

" میں امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا "— [فتاوی رضویہ ۶/۲۶۵]

اور بھی ہے

—" یہ وہابیہ کا ...... محبوبانِ خدا کو خدا سے جدا مستقل ہستی سمجھنا ...... خود ان کا اپنا شرک ہوا ، جو ...... استمداد بہ محبوبانِ خدا کو شرک بتانے ...... اور ...... مسلمانوں کو اس استمداد سے مشرک ٹھہرانے ...... کی راہ سے **ان پر لازم آیا۔**

جیسے دہلوی و **وہابیہ پر اقرارِ کفر آیا ہے** الخ "—

[اقتصاد ص۱۲۹]

—" مسلمانوں پر تو حکمِ شرک جڑ دیا مگر اس سے جو **لازم آیا** الخ "—

[اقتصاد ص۱۳۱]

اور لزوم کی تصریح کے ساتھ الزام منافیِ لزوم نہیں۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے دہلوی کی نسبت ایک مقام پر فرمایا

__ " مجھے یہاں حیرت ہے کہ اس بے باک بدعتی کو کیونکر **الزام** دوں؟..... " __ [فتاوی رضویہ ۶/۲۴۰ ، مترجم ۱۵/۳۷۷]

حالانکہ ...... صدقِ الٰہی سبحانہ و تعالیٰ کو دہلوی کے اختیاری کہنے پر ...... اجماعِ اہلسنّت کی مخالفت اور معتزلۂ کرامیہ سے موافقت دونوں دہلوی پر لازم ہیں۔

شرکِ جلی اخبثِ انواعِ کفر ہے۔ اور قول وفعلِ کفری کے قائل و فاعل پر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ حکمِ کفر دیتے ہیں مسلکِ متکلمین پر۔ فقہائے کرام کے مسلک پر جہاں فرماتے ہیں اُن کی طرف منسوب کرتے یا لزوم فرماتے ہیں۔

اقتصاد میں ص۹۰ سے ص۱۰۲ تک خصوصاً دہلوی کے کفرِ لزومی پر امام اہلسنّت نیز دیگر علمائے اہلسنّت کا کلام صاف شفاف ایضاح کر کے پیش کیا گیا۔ اس میں سل السیوف کی یہ عبارت تھی کہ

__ " غرض اس کی **کتابوں** میں ایسے **کفریات** بکثرت ہیں **جن پر** بلامبالغہ صدہا نہیں ہزارہا وجہ سے **کفر لازم** ہے " __

[سل السیوف ص۱۵]

کیا تقابل کرنے اور مقابل ہستی سمجھنے کا معنی دینے والے الفاظ ان کتابوں میں نہ تھے؟...... یہ دہلوی کی کسی ڈھکی چھپی کتاب میں تھے؟...... اگر نہیں تو کیا ان

الفاظ سے بھی **لزوم** ہی نہ آیا؟.....

تو یہ کہاں ہوا؟..... کہ **امامِ اہلسنّت** نے **حکمِ شرک** دیا؟.....

نیز الموت الاحمر میں حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

—" **نیت نہ معلوم ہونے ہی** کا تو **سبب** ہے کہ اپنا **مسلک** [کوکبۂ شہابیہ ص۶۲ میں] وہ ارشاد فرمایا کہ مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ "—

[الموت الاحمر ص۳۴]

یہ اپنا مسلک امامِ اہلسنّت **قُدِّسَ سِرُّہٗ** نے کوکبۂ شہابیہ میں بیان فرمایا جس میں دہلوی کی کتابوں سے بطورِ نمونہ ستر کفریات دکھا کر یہ حکم دیا کہ

—" بالجملہ ماہِ نیم ماہ ومہرِ نیم روز کی طرح ظاہر وزاہر کہ اس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیۂ اسماعیلیہ اور اس کے امامِ نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہِ کثیرہ کفر لازم ، اور بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحابِ فتویٰ اکابر واعلام کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر ، باجماعِ ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور ازسرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب۔ اگرچہ ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ ومختار و مرضی ومناسب۔ "— مختصراً [کوکبۂ شہابیہ ص۶۱ ، ۶۲]

اور اسی کفِ لسان کا واحد سبب **الموت الاحمر** میں وہ بیان فرمایا جس کا حاصل تبیّن

و احتمال فی الکلام ہے۔

تو کیا **مقامِ حکم** میں کوکبۂ شہابیہ کا کلامِ بالا **امام اہلسنّت** قُدِّسَ سِرُّہٗ **کی طرف سے** دہلوی پر حکمِ کفر ہے؟ ..... اگر نہیں تو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی طرف سے حکمِ شرک کہاں ہوا؟.....

اہلِ شبہات کو اس سے پریشانی ہے کہ

کبھی کہتے ہیں اگر زعم کرتے ہو اور کبھی کہتے ہیں جیسا کہ تمہارا زعم ہے

حالانکہ

—" کفریتِ قول مطلقاً مذہبِ کلامی میں کفرِ قائل نہیں "—

[الموت الاحمر ص۲۹]

کے پیشِ نظر اقتصاد ص۸۱ ، ۸۲ کی تعبیر "زعم الخ" اور ص۹۰ ، ۹۸ میں "اگر زعم" کا دقیقہ فرقِ گفتگو ہے جو سمجھنے والے پر مخفی نہیں۔

اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

اس کا کیا ثبوت ہے؟ اور کون سی دلیل ہے کہ معنیٔ مقابل جو برابر کی عاجزی کی بولی میں ہے وہ شرک نہیں۔

اقتصاد [ص۷۴ تا ۱۴۱] میں مقابل و معنیٔ مقابل سے متعلق وہ سیر حاصل کلام فرمایا ہے کہ معمولی سمجھ رکھنے والا بھی سمجھ جائے بشرطیکہ موانعِ مذموم اُس کی نگاہوں میں

حائل نہ ہوں۔

اُس میں امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے افاضات سے بھی ہے ...... خصوصاً ص۱۳۸ تا ۱۴۱ میں .... نیز جمال الایمان فتاویٰ حشمتیہ [ص۲۹۹ ، ۳۰۰] سے بھی

ـــ جمال الایمان تصنیف شیر بیشۂ سنّت مشمولہ فتاویٰ حشمتیہ [ص۲۹۹ ، ۳۰۰] میں ہے

ـــ" گنگوہی جی تقویۃ الایمان کی اس گندی گھنونی [''ذلیل''] کفری عبارت کا یہ مطلب گڑھ کر سیدھے سادھے سنی مسلمانوں کی سنّیت کو اپنے حلقۂ تزویر و تلبیس میں پھانسنا چاہتے ہیں کہ

چمار کو جتنی مناسبت و مشابہت و مساوات شہنشاہِ دنیا کے ساتھ حاصل ہے حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اتنی مناسبت و مشابہت و مساوات بھی حاصل نہیں۔

لیکن ہر منصف ذی عقل دیکھ رہا ہے کہ تقویۃ الایمان کی اُس [''ذلیل''] عبارتِ کفریہ کو گنگوہی جی کے اس گڑھے ہوئے مطلب سے کسی طرح کا ہرگز کچھ تعلق نہیں۔ عبارتِ تقویۃ الایمان کا یہ مطلب اُس وقت ہوسکتا تھا کہ وہ عبارت یوں ہوتی کہ

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اُس کو **اللّٰہ کی شان کے آگے** وہ خود اختیاری و استقلال بھی حاصل نہیں جو ایک چمار کو شہنشاہِ دنیا کے مقابلے میں حاصل ہے۔

مگر ہر دیکھنے والا دیکھ رہا ہے کہ عبارتِ تقویۃ الایمان میں شہنشاہِ دنیا کا نام کو بھی قطعاً کچھ ذکر نہیں ، بلکہ خود گنگوہی جی اپنے امام کی اس عبارت میں شہنشاہِ دنیا کا ذکر زبردستی داخل کرا رہے ہیں ، اور اپنے مقتدا کے کفر کو **اسلام بنا رہے** ہیں۔ "ـــ مختصراً ⟵

ہے ص۷۹ تا ۸۲ اور ۱۱۳ اور ۱۳۶ میں۔

مگر یہ اہلِ شبہات اسے کیا ٹھہراتے ہیں؟...... اگر شرک ٹھہراتے ہیں تو ثبوت دیں نا۔

یا کہ اُن کا کہنا اُن کا زعم ہی ثبوت ہے؟..... اور اُن کا دعویٰ ہی دلیل ہے؟......

یا کہ **شیر بیشۂ سنّت انہیں خفیہ وصیت کرگئے ہیں**؟..... کہ تم حضرت حجۃ الاسلام حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت صدر الافاضل حضور محدث اعظم ہند وغیرہ اکابر پر کیے گئے ''ستر ...... سوالات ...... '' **وغیرہ** کو مضبوطی سے اُسوہ بنا کر

← اور مناسبت نہ ہونا حق ہے۔ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

—'' جس طرح ذاتِ کریم اُس کی ، مناسبتِ ذَوات سے مُبَرّا ، اسی طرح صفاتِ کمالیہ اُس کی ، مشابہتِ صفات سے مُعَرّا۔ اوروں کے علم وقدرت کو اُس کے علم وقدرت سے فقط ع ل م ، ق د ر میں مشابہت ہے ''—

[اعتقاد الاحباب ص۷ ، فتاوی مترجم ۲۹/۳۴۲]

نیز عقیدۂ ثانیہ میں حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہی اہلِ حق کا عقیدہ بیان فرمایا کہ

—'' خزانۂ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے سب پائے ، کہ دوسرے کو ہم عنانی کی مجال نہیں ، مگر دائرۂ عبدیت وافتقار سے قدم بڑھا نہ بڑھ سکے۔ العظمۃ للّٰہ خدائے تعالیٰ سے ذات وصفات میں مشابہت کیسی؟..... نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر وثناء ہے اسے پوراپورا نہ بجالا سکے ، نہ ممکن کہ بجالائیں الخ ''—

[اعتقاد الاحباب ص۹ ، فتاوی رضویہ مترجم ۲۹/۳۴۹]

سوال کی صورت میں سنیوں پر الزام قائم کرتے رہنا ، پھر اپنوں کو اسے حکم باور کرادینا تو ایک معمولی بات ہے؟......

یا کہ پھر اہلِ شبہات اپنے مذموم مزعوم کی راہ میں درپیش مشکلات سوال کے پردے میں حضرت سے حل کروانا چاہتے ہیں؟.......

ارشادِ تکمیلات [ص۱۰۴] کہ

—" [دہلوی نے] اپنی گالی کا پردہ یہ رکھا الخ "—

اس کے ایضاحِ ''اقتصاد'' [ص۱۰۰] پر اہلِ شبہات کہتے ہیں

اگر فی الواقع پردہ بن گیا تھا تو دہلوی مجرم کیوں اور نہیں بنا تو اس سے استدلال بیوقوفی ہے یا نہیں؟

یہ مبلغِ علم ہے۔ نہیں معلوم وہ یہاں کیا کہیں گے؟...... کہ تاویلِ بعید فی الواقع تاویل ہے یا نہیں ، اگر نہیں تو قائل پر حکمِ تکفیر سے مانع کیوں؟....... آخر عدمِ تکفیر میں استدلال کس سے ہے؟..... اور ہے تو اس کے ہوتے قائل پر حکمِ تضلیل و حکمِ توبہ وغیرہ کیوں؟.......

اہلِ شبہات حشمتی انتساب سلاسلِ اعداد کے متعلق کہتے ہیں

چلیے ان کو لاتقف عندحد کے معنی میں غیر متناہی مان لیا

یہ جہل ہے یا عجز۔ یا پھر محشیانِ خیالی وسیالکوٹی کی **بحث** کی تقلید کا نتیجہ جس کا

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ردِّ بلیغ فرمایا۔

مخلوق کے **لحاظِ تفصیلی** میں لا تقف عند حدٍّ ہونا اور ہے جس کو فرمایا

ومعلوم ان علم المخلوق لایحیط فی آن واحد بغیر المتناهی كمًّا بالفعل تفصیلا تاما بحیث یمتاز فیه كل فرد عن صاحبه امتیازاً كلیا ، فانه لایكون الا باللحاظ الیه بخصوصه ، واللحاظات الغیر المتناهیة لاتتأتیٰ فی آن واحد.	اور معلوم ہے کہ کسی مخلوق کا علم آنِ واحد میں غیر متناہی بالفعل کو پوری تفصیل کے ساتھ کہ ہر فرد دوسرے سے بروجہِ کامل ممتاز ہو محیط نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ امتیاز جبھی ہوگا کہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے ساتھ لحاظ کیا جائے ، اور غیر متناہی لحاظ ایک آن میں نہیں حاصل ہو سکتے۔
فعلم المخلوق الحاصل بالفعل وان كثُر ما كثُر حتی یشمَل كل ما فی العرش والفرش من اول یوم الی الیوم الآخر والوف آلاف امثال ذلك لایكون قَطُّ الا متناهیا بالفعل ،	تو مخلوق کا علم اگرچہ کتنا ہی کثیر و بسیار ہو یہاں تک کہ عرش وفرش میں روزِ اول سے روزِ آخر تک اور اس کے کروروں مثل سب کو محیط ہو جائے جب بھی نہ ہوگا مگر محدود بالفعل۔
لان العرش والفرش حدان حاصران ، واول یوم الی الیوم	اس لیے کہ عرش وفرش دو کنارے گھیرنے والے ہیں ، اور روزِ اول سے روزِ آخر تک یہ دوسری دو حدیں ہوئیں ، اور جو چیز دو گھیرنے والوں میں گھری ہو وہ نہ

الآخر حدان آخران ، وما كان	ہوگی مگر متناہی۔
محصورا بين حاصرين لا يكون	ہاں علمِ مخلوق میں بایں معنی غیر متناہی
الا متناهيا.	ہونا ٹھیک ہوسکتا ہے کہ آئندہ کسی حد پر
نعم يصح فيه عدم التناهي	اُس کی روک نہ کر دی جائے ہمیشہ
بمعنی لا تقف عند حدٍّ.	بڑھتا رہے۔

[دولتِ مکیہ ص۱۸۸ تا ۱۹۱]

یہاں گفتگو **علمِ الٰہی** جَلَّ وَعَلَا میں ہے .... **دولتِ مکیہ** [ص۱۸۲] میں بھی ، اور **فتاوائے امام** [۲۸۶/۶] میں بھی ...... جہاں سلاسلِ اعداد غیر متناہی بمعنی لاتقف عند حدٍّ نہیں۔ ولہٰذا آگے فرمایا

وهذا محال فی اللّٰه سبحانه	اور **بایں معنی** لاتناہی اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کے علم
و تعالیٰ ، لان علومه و	میں **محال** ہے۔ اس واسطے کہ اُس کے علم اور اُس
صفاته جميعا متعالية	کی سب صفتیں تو نو پیدا ہونے سے برتر ہیں۔
عن التجدّد فحصل ان	تو ثابت ہوا کہ **غیر متناہی بالفعل** ہونا **اللّٰہ**
اللاتناهی الكمّی مخصوص	تعالیٰ ہی کے علموں کے ساتھ خاص ہے۔
بعلوم اللّٰه تعالیٰ. واللاتقفی	اور وہ عدمِ تناہی کہ بڑھنا کسی حد پر نہ رکے اس
مختص بعلوم عباده.	کے بندوں کے علم کے ساتھ خاص ہے۔

[دولتِ مکیہ ص ۱۹۱ ، ۱۹۳]

اور یہ جو فرمایا **علمِ الٰہی** جَلَّ وَعَلَا ہی کے متعلق فرمایا ہے کہ

وسلاسل الاعداد غیر متناهیة وکذا ایام الابَد وساعاته و اٰناته وکل نعیم من نعیم الجنة ، وکل عذاب من عقوبات جهنم وانفاس اهل الجنة واهل النار ولَمُحاتهم وحَرَکاتهم و غیر ذلک کلها غیر متناه ، والکل معلوم للّٰه تعالیٰ اَزَلاً و اَبَدًا باحاطة تامة تفصیلیة.

اور عدد کے سلسلے غیر متناہی ہیں اور ایسے ہی ابد کے دن اور اُس کی گھڑیاں اور اُس کی آنیں اور جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت اور جہنم کے عذابوں سے ہر عذاب اور جنتیوں اور دوزخیوں کی سانسیں اور اُن کے پلک جھپکنا اور اُن کی جنبشیں اوران کے سوا اور چیزیں یہ سب غیر متناہی ہیں ، اور **یہ سب اللّٰہ** تعالیٰ کو ازل وابد میں پورے **تفصیلی احاطہ** کے ساتھ **معلوم** ہیں۔

[دولتِ مکیه ص۱۸۲ تا ۱۸۷]

اور اسی بیان کے آخر میں فرمایا ہے

فحصل ان اللاتناهی الکمی مخصوص لعلوم اللّٰه تعالیٰ واللاتفقی مختص بعلوم عباده.

تو ثابت ہوا کہ غیر متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے علموں کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ عدمِ تناہی کہ بڑھنا کسی حد پر نہ رکے اس کے بندوں کے علم کے ساتھ خاص ہے۔

[دولتِ مکیه ص۱۹۲ ، ۱۹۳]

نیز فتاویٰ میں وہیں کچھ پہلے ہی تو فرمایا ہے کہ

”ایام و ایلام و انعام لاتقف عند حدٍّ ہیں

اب جو بعد کو آئے اُن کا علم باری عَـزَّ وَجَـلَّ کو ہوگا یا نہیں۔ اگر نہیں تو جہل موجود۔ اور اگر تم نے مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا تو اُس کا علم معاذاللہ حادث ہوا ، مُتَجَدِّ د ہوا۔ کیا یہ عقیدہ اہلسنّت کا ہے؟...... ''__ مختصراً [فتاوی رضویه ۶/ ۲۸۶]

غرض اہلِ شبہات حشمتی انتساب کو مباحثِ علمیہ دربارۂ عقائدِ سُنّیہ سمجھنے میں یہ لالے پڑے ہیں اور پھر زعم یہ ہے کہ

شاگردی کیجیے تو ایک یہی کیا بہت کچھ سکھادیں

''یہی'' میں تو یہ حال ہوا ہے ''بہت کچھ'' میں نہ جانے کیا ہوگا۔

پھر اس کے بعد اہلِ شبہات حشمتی انتساب کہتے ہیں

مگر سوال یہ ہے کہ اللہ کس معنی میں غیر متناہی ہے

یہ ہے ان کا بارگاہِ الٰہی تعـالیٰ شـانـہ کا ادب۔ نام لینا ہے امام اہلسنّت کا اور اتباع کرنی ہے جو من میں آئے اُس کی۔ اور اسی سے پتہ چلتا ہے کہ فتوائے حضرت فقیہِ عصر پر معترض ہونے اور بارگاہِ اقدس کے لیے غنائے مطلق کا قول کرنے میں محبت و تعظیمِ سرکارِ مدینہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم کا کتنا جذبہ ہے۔

یہاں میرے امام نے تعبیر فرمائی ہے

ذاته سبحانه و تعالیٰ غیر متناهية [دولتِ مکیه ص۱۸۲]

اور خلفِ سعیدِ امام حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں رضی اللّٰـہ تعالیٰ عنهما نے ترجمہ

فرمایا ہے

—" اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات غیر متناہی [ہے] "—

[ایضاً ص۱۸۳]

پھر زعمِ استادی میں سوال جو اٹھایا اس کا جواب ارشادِ امام

وھذا محال فی اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ

سے نکالنا چاہا۔ ولہذا اس کی ترجمانی یہ کی

عدم تناہی لا تقف عند حد کے معنی میں اللہ کے حق میں محال ہے

اور نہ جانا کہ یہ گفتگو ذاتِ عَلِیّہٗ الٰہیہ جَلَّ وَعَلَا میں نہیں بلکہ صفتِ علمِ الٰہی میں ہے ، اور ''کیوں کہ'' سے خود اسے کہا بھی کہ

کیوں کہ اس کے **علوم** وجمیع صفات حدوث وتجدد سے بلند و بالا ہیں

اور پھر بھی اس کا شعور نہ ہوا۔ شاہزادۂ امام حضرت حجۃ الاسلام بے علم یا ناقص یا رموز وحقائق سے ناآشنا نہ تھے جو

ھذا محال فی اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ

کا ترجمہ فرمایا

—" بایں معنی لاتناہی [یعنی لا تقف عند حد] اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ

کے **علم** میں محال ہے "— [دولتِ مکیہ ص۱۹۱]

رہا ارشادِ امام و شاہزادۂ امام علیھما رحمۃ ورضوان المِنعام کہ

ذاتہ سبحانہ و تعالیٰ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات

غير متناهية. غیرمتناہی [ہے]۔

[دولتِ مکیہ ص١٨٢ ، ١٨٣]

کا معنی تو ایضاحِ مقاصد ترصیف حضرت فقیہِ مبصر مصدّقہ حضرت فقیہِ عصر میں قولِ متنِ عقائدِ نسفی **''ولا متناه''** کے تحت فرمایا

خلافا للكرامية ، زعَموا انه غير متناه من جميع الجهات الا من الجهة المتصلة بالعرش. كذا قيل.

منقول ہے کہ کرّامیہ اس میں مخالف ہیں۔ کرّامیہ کا زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے متصل جہت کے سوا باقی سب جہتوں میں غیرمتناہی ہے۔

ولا يخفىٰ انه كمايجب تنزيهه تعالىٰ عن التناهي ، فكذا يجب عن عدم التناهي بالمعنى الذى قصَدوه .

[النبراس شرح شرح العقائد ص١١٣]

اور مخفی نہ رہے کہ جس طرح تناہی سے حق تعالیٰ کی تنزیہ واجب ہے یونہی عدمِ تناہی کا وہ معنی جو کرّامیہ نے لیا کہ ...... عرش کے سوا باقی سب جہتوں میں پھیلا ہوا ...... اس سے بھی اُس بے نیاز کو پاک ماننا ضروری ہے۔

قوارع القهّار على المجسِّمة الفُجّار کی تمہید میں ہے

__'' **اللّٰہ** تعالیٰ **حدّ**[۱۸] و **طرف**[۱۳] و **نہایت** سے **پاک** ہے۔ اور **اس معنی** پر **نامحدود بھی نہیں** کہ **بےنہایت پھیلا ہوا ہو**۔ بلکہ یہ معنی کہ وہ **مقدار** وغیرہ تمام **اعراض** سے منزہ ہے۔ غرض **نامحدود** کہنا **نفیِ حد** کے لیے ہے ، **نہ اثباتِ**

مقدارِ بےنہایت کے لیے "۔ [فتاوی رضویہ ۱۱/۲۲۰]

اور اعتقاد الاحباب [ص۷] میں فرمایا

۔" حضرتِ حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے ، نہ عدد سے "۔

[فتاوی رضویہ مترجم ۲۹/۳۳۹]

تو عدمِ تناہی کا یہ معنی کہ .... حدوانتہاء و مقداروعدد وغیرہ ہرعرض سے پاک ....

یہ ضرور اُس بےنیاز کی صفت ہے۔ اور اسی معنی میں ہے یہ کلام کہ

ذاتہ سبحانہ وتعالیٰ غیر متناهية اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کی ذات غیرمتناہی

، وصفاته غير متناهيات ، وكل ، اور اس کی صفتیں غیرمتناہی ، اوران

صفة منها غير متناهية. میں ہرصفت غیرمتناہی۔

[اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃ ص۱۸۲ ، ۱۸۳]

نیز **برہانِ تطبیق** کا علمِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا میں **جاری ہونا** اور اس سے **تناہی** قطعاً **لازم نہ آنا** اس سے متعلق بھی امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے حلِّ وحید کا ایضاحِ فرید افاضۂ نورانی و تعاقبِ فلاسفہ کے بعد بطرزِ نو ایضاحِ مقاصد میں فرمایا ہے جو طالبِ حق کے لیے عمدہ رہنما ہے۔

یہ ہے وہ جو تفصیلات کو شامل نہ کرکے "کشفِ حجاب از شبہاتِ حشمتی انتساب" میں ہم نے لانا اور اہلِ حق اہلسنّت اہلِ انصاف کے سامنے پیش کرنا چاہا۔ اور اللہ ہی ہے صحیح وصواب کی ہدایت فرمانے والا ، اور اُسی کی طرف سے ہے حفاظت وصیانت۔

سبحانه و تعالیٰ.

لهٗ الحمد ، والصلوٰة والسلام علی حبیبهٖ المصطفیٰ و آله

وصحبه المجتبیٰ وابنه الکریم الجیلانی کنزنا وذخرنا

لیوم و غدا و بهم و لهم علینا وعلی کل من انتمیٰ.

فقط

محمد شہزاد قادری رضوی

خطیب وامام سنی حنفی فاطمہ مسجد و بانی ومہتمم

جامعہ عائشہ فیضانِ غریب نواز آزادنگر اندور

۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ بروز دوشنبہ مبارکہ مطابق ۱۱ - ۱ - ۲۰۲۱ء

مطبوعات نوری دار الافتاء

- حسام الحرمین مع تابش شمشیر حرمین
- تحقیق جمیل در لزوم کفر اسمٰعیل
- اعلام بہ لزوم والتزام
- تعاقب فلاسفہ (ترجمہ وتحشیۂ تہافت الفلاسفہ)
- لمعات نور
- کشف نوری از کفر کف لسان ادیبی
- نور ارشاد برائے دفع ظلمت اختلاط
- درس اسلاف برائے دفع اعتساف
- نوری مقال در امر ہلال
- نور ہدایت
- لمعات بر سوالات
- اقتصاد: در بارہ نیاز خلص عباد بہ بارگاہ بے نیاز
- ذیل لمعات مع لمعات بر سوالات
- کشف وحید از حقیقت تقلید مع حجت الٰہیہ بر ظلمات واہیہ

عنقریب منظر عام پر آنے والی تحقیقی کتاب

ایضاح مقاصد در شرح عقائد: علم کلام کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفیہ کی دسیوں قدیم شروح وحواشی ومتعلقات کا خلاصہ تحقیقات رضویہ کے افاداتِ جامعہ نافعہ سے آراستہ، اور شبہات فلاسفہ وفرق ضالہ کی عقدہ کشا سب سے منفرد اور جامع اردو شرح۔

کتاب ملنے کے مزید پتے

- مکتبہ امام اعظم 2/425-اردو مارکیٹ مٹیا محل جامع مسجد دہلی 9958423551
- مکتبۂ رضا 52 ڈونٹاڈ اسٹریٹ کھڑک ممبئی 9 8097697172
- اشہر اکیڈمی، مصطفیٰ شریف خان صاحب، ناگپور مہاراشٹر 9370541312
- جامعہ عائشہ فیضان غریب نواز (مولانا شہزاد رضوی) آزاد نگر اندور (ایم۔پی) 9907578672
- جیلانی کتب خانہ درگاہ میدان کے سامنے کھجرانہ اندور (ایم۔پی) 8770508919
- مدنی کتاب گھر ہندوستانی مسجد کے پاس منڈی بازار برہان پور (ایم۔پی) 7415664638